اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ * عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۲۳۵

قیمت فی پرچہ ۱

قیمت سالانہ پیشگی ۶

| جلد ۱۷ | مطابق ۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ | یوم سہ شنبہ | مورخہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۳۱ |
|---|---|---|---|---|




# مدینۃ المسیح

دسہرہ کی تعطیلات کی وجہ سے بہت سے اصحاب باہر سے تشریف لائے اور ۱۱ اکتوبر نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ رات کو حضرت خلیفۃ المسیح نے پچیس کے قریب مہمانوں کو دعوتِ طعام دی ۔

مرکز کے نظام کار کے متعلق حضرت اقدس کے حضور تفصیلی رپورٹ پیش کرنے کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اور جو جناب خانصاحب چودہری نعمت خاں صاحب سینیر سب جج دہلی۔ جناب پیر اکبر علی صاحب ممبر پنجاب کونسل۔ اور جناب مولوی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس پر مشتمل ہے۔ شہادتیں قلم بند کر رہا ہے۔ انجمن کے کارکنوں اور دوسرے سب لوگوں کو شہادت دینے کی عام اجازت ہے ۔

۱۱ اکتوبر ۲ بجے کے قریب فضا میں بہت بڑا ٹڈی دل چھا گیا۔ لیکن جلدی ہی آگے چلا گیا ۔

# مذبح کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر

## مذبح کے سوال کو حل کرنے پر اہل قادیان کی پوری آمادگی

مذبح قادیان کے انہدام سے پیدا شدہ صورت حالات کے متعلق مشورہ اور غور کرنے کیلئے ۱۶ اکتوبر ۲۹ء بعد نماز عصر مسجد نور میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تقریر فرمائی حضور نے فرمایا۔ مذبح کے معاملہ میں جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ یہاں دو قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ تو یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ

### مذبح کا معاملہ

اب ختم ہو چکا ہے۔ اور ہمیں اس کے متعلق اب کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں اور بعض کا یہ خیال ہے۔ کہ اس معاملہ میں ہماری طرف سے سستی ہو رہی ہے۔ اور جس طرح کام ہونا چاہیئے اس طرح نہیں چلایا جاتا۔ لیکن یہ دونوں خیال غلط ہیں۔ مذبح کے متعلق کام کرنے کا وقت اب شروع ہونے والا ہے ہم نہیں کہہ سکتے گورنمنٹ اس کے متعلق کیا فیصلہ کریگی۔ اسوقت تک ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ یہی ہے کہ تمام باتیں کمشنر تک پہنچا دی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان باتوں پر عمل بھی کرے۔ اور ہمارا پچھلا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ

### گورنمنٹ شورش پسندوں سے ڈرتی ہے

اور امن پسند لوگوں کے حقوق کی کماحقہ حفاظت نہیں کرتی۔ حالانکہ گورنمنٹ کی ضرورت ہی کمزوروں کے لئے ہوتی ہے۔ زبردست تو خود لاٹھی سے اپنی حفاظت کر لیتے ہیں بلکہ انکی تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ ملک میں کوئی حکومت نہ ہو تا وہ اپنی من مانی کارروائیاں کر سکیں۔ اگرچہ ہندوستان میں اسوقت بھی ایسے حکام موجود ہیں۔ جو قانون کا احترام اور کمزوروں کی اعانت کرنے اور حق و انصاف کو ہر حال میں قائم رکھتے ہیں لیکن ایک طبقہ ایسا ہے۔ جو حالات کے مطابق [illegible] ایسے عمر یا ایسی کمیٹی بھی افسران بالا کے ساتھ گفتگو کرنے سے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ انہیں سے جز مذبح کے موافق نہیں بلکہ ڈپٹی کمشنر جنہوں نے انگریزی انصاف کا پورا پورا نمونہ دکھایا ہے۔ اور پوری پوری تحقیقات کے بعد جو دوسری جماعت کو بے صبر کرنے والی تھی اسکی اجازت دی ہے۔ افسران بالا نے اسکے بھی خلاف رائے دی ہے۔ حالانکہ سنا گیا ہے کہ پہلے کمشنر سٹرکیفوے بھی اس سے متفق تھے لیکن باوجود اسکے کہ یہ دونوں افسر تجربہ کار۔ مقامی حالات سے واقف اور علاقہ کے ذمہ دار تھے۔ انکی پرواہ نہیں کی گئی۔

اور جب تک پورے زور کے ساتھ کوشش نہیں کی گئی۔ افسرانِ بالا نے واقعات کو معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کی گویا وہ ایک ایسی قوم کو جو شروع سے وفاداری پر قائم رہی ہے

## قانون توڑنے پر مجبور

کر رہے تھے۔ اور [illegible] پوری کوشش کے بعد ہم صرف واقعات ان تک پہنچانے کے قابل ہو سکے ہیں۔ اب اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن ابھی ہمارا کام ختم نہیں ہوا۔ بلکہ شروع ہونے والا ہے۔ اور ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے سے ہی ایسا نظام قائم کرلیں۔ کہ اگر فیصلہ ہمارے خلاف ہو۔ تو فوراً اپنا کام شروع کرسکیں۔ میں نے بتایا ہے۔ ہم مذہباً

## پابندیٔ قانون

کے لئے مجبور ہیں۔ اگر احمدیت کا جُوا ہماری گردنوں پر نہ ہوتا۔ تو یقیناً ہم بھی وہی طریقہ اختیار کرتے۔ جو دوسروں نے کیا ہوا ہے۔ اور یہ ہمارا گورنمنٹ پر کوئی احسان نہیں۔ اور نہ اس کا بدلہ ہم اس سے چاہتے ہیں۔ اگرچہ

## گورنمنٹ کا فرض

تھا۔ کہ اس انسان کا احترام کرتی جس نے اس کے لئے ایک وفادار جماعت پیدا کردی ہے۔ ایسا نہ کرنا گورنمنٹ کی احسان فراموشی ہے۔ مگر بہرحال ہم پابندیٔ قانون کے لئے مجبور ہیں۔ اور چاہے طبائع میں کتنا ہی جوش ہو۔ ہمارے دشمن شریک۔ ساتھی واعظ سب ہمیں طعنے دیں۔ ہم نے بہرحال قانون کی پابندی کرنی ہے لیکن

## قانون کے معنے

ڈپٹی کمشنر۔ کمشنر یا گورنر کا حکم نہیں۔ بلکہ شہنشاہ معظم کے ۱۸۵۸ء کے اعلان کے مطابق گورنمنٹ کے معنے Government of the People کے ہیں یعنی ملک کی آواز کے ہیں۔ یعنی گورنمنٹ رعایا کی رائے کا نام ہے۔ پس جب گورنمنٹ کے معنے یہ ہیں۔ تو اگر ہم اپنی آواز بلند ہی نہ کریں۔ تو ہم تعاون کرنے والے کیسے ٹھہر سکتے ہیں۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنی نمائندگی کو زیادہ مضبوط کریں۔ اور پورے زور کے ساتھ اپنی آواز افسرانِ بالا تک پہنچائیں۔ لیکن [illegible] ہے۔ کہ قانون شکنی نہ ہو۔ اور ہمیشہ آئین کا احترام کیا جائے۔ پس ہم نے قانون کے اندر رہتے ہوئے اور حکومت سے تعاون کرتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے [illegible] اصل ہے جس کے ماتحت ہمیں اپنی آواز بلند کرنی چاہیئے۔ عجیب بات ہے۔ کہ میں نے اپنے خط میں جو لیڈروں کے نام لکھا۔ جن الفاظ میں انہیں مخاطب کیا۔ وہی آج سے پچاس سال قبل گورنر جنرل لکھ چکا ہے جنہیں میں نے بعد میں دیکھا۔ ملتان کے کمشنر نے حکومت سے دریافت کیا۔ کہ ذبیحہ کے متعلق کیا قوانین ہیں۔ اس کے جواب میں گورنر جنرل نے [illegible] حد تک روک ہونی چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کی دل آزاری نہ ہو [illegible] جواب پر اس نے [illegible] گئو کشی بند کردی۔ کیونکہ اُس نے اس کے معنے یہی سمجھے۔ کہ جہاں ہندو ہوں۔ وہاں چونکہ ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اس لئے گئو کشی نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اپنے اس فیصلہ سے لوکل گورنمنٹ کو اطلاع دی۔ [illegible] فیصلہ الفاظ کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اور [illegible] کو اطلاع [illegible] فیصلہ آپ کے الفاظ کے خلاف معلوم ہوتا ہے جس پر گورنر جنرل نے [illegible] صرف یہ کہ ہمارے الفاظ کا ہی خیال [illegible] بلکہ ان کی رُوح کے بھی خلاف ہے۔

## گئو کشی مسلمانوں کا امتیازی نشان

ہے۔ اور [illegible] بند کر دینے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس ملک میں ہندوؤں کی حکومت ہے۔ اور مسلمان ان کے غلام ہیں۔ [illegible] کمشنر ملتان کا یہ فیصلہ غلط ہے۔ اور گئو کشی کی عام اجازت ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ یہ

## غلامی کی بدترین قسم

ہے۔ دیہات میں جو لوگ ڈرتے ہیں۔ وہ چونکہ کمزور ہیں۔ اگر وہ اسے برداشت کرتے ہیں۔ تو کریں۔ نبیوں کی جماعتیں حُر ہوتی ہیں۔ اور حریت پیدا کرنے آتی ہیں۔ اس لئے ہم اُسے قبول نہیں کرتے۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم نے کہ میری جماعت گورنمنٹ کی وفادار رہے۔

## ہمیں غلامی سے بچا لیا۔

لوگ ہمیں غلام کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں غلام وہ ہیں۔ جو اطاعت کو فرض نہ سمجھتے ہوئے مجبوراً اطاعت کرتے ہیں۔ اور ہم مذہب کی پابندی میں ایسا کرتے ہیں۔ وگرنہ ہم اسے کبھی برداشت نہ کرتے۔ اور فوراً ہتھیار لیکر نکل کھڑے ہوتے۔ ہماری شریعت نے تو ایمان میں بھی غلامی کو جائز نہیں رکھا۔ بظاہر یہ کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ کہ ہم نے اس وقت کیوں گھونسوں پر لٹھ نہیں چلایا۔ لیکن یہ بہت بہتر ہوا ہے۔ کیونکہ جہاں بھی ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ ہندو کہتے ہیں۔ مسلمانوں نے ابتداء کی۔ لیکن یہاں ان کے ظلم کا خالص نمونہ نظر آرہا ہے۔ اور ہندو لیڈر غصہ میں دانت پیس رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کیوں مقابلہ نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ان کی

## تعدی کا روشن ثبوت

ہے۔ اور یہ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ وہ امن و امان سے رہنے کے متمنی نہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان چوہڑے۔ چمار اور گونڈ بھیل کی طرح ملک کے اندر رہیں۔ اب مسلمان دیکھ لیں۔ کہ وہ ایسی زندگی بسر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یا نہیں۔ ہندو برابر چند سال سے ایسی حرکات کر رہے ہیں۔ ایک جگہ فساد کرتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان دو تین ماہ شور مچا کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ تو دوسری جگہ کر دیتے ہیں۔ پھر تیسری جگہ غرضکہ فسادات کا ایک سلسلہ انہوں نے شروع کر رکھا ہے جس سے مقصد ان کا یہ ہے۔ کہ مسلمان بزدل ہو جائیں۔ اور خود بخود کہنے لگیں۔ کہ ہمیں تمہاری غلامی منظور ہے [illegible]

غرضکہ [illegible] روز بروز دلیر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مہابیر دل نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہم

## خون کی ندیاں

بہادیں گے۔ لیکن مذبح نہیں بننے دینگے۔ پس اب ہمارے سامنے یہ سوال ہے۔ جس پر غور کرنا ہے۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک مقامی جس سے باہر والوں کا تعلق نہیں ہے۔ اور صرف قادیان یا اس کے ملحقہ دیہات سے جو یہاں سے گوشت لے جاسکتے ہیں۔ تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ یہاں کے مذبح کا گوشت یہاں کے لوگ ہی کھائیں گے۔ اور دوسرا پہلو اس جبر کا ہے۔ جو اس [illegible] کے متعلق کیا گیا۔ اور وہ تعدی کی روح جس کا مظاہرہ ہوا۔ یہ ساری دنیا کے احمدیوں بلکہ سارے مسلمانوں بلکہ دوسری اقوام سے بھی تعلق رکھتا ہے

## مقامی حصّہ کے متعلق

تمام اخراجات مقامی جماعت کو برداشت کرنے ہونگے۔ اگرچہ مرکزی نظام کے ماتحت ہی یہ کام ہوگا لیکن باہر کے لوگوں سے اس کے لئے مدد نہیں لی جائے گی۔ لیکن اس

## ظالمانہ رُوح کو توڑنا

جیسا قادیان سے تعلق رکھتا ہے۔ ویسا ہی دوسرے مقامات سے ہے اس لئے لوگوں کے اندر ایسی زندگی اور ایسا جوش پیدا کرنا ہے [illegible] وثابت کردیں۔ کہ وہ اس جبر کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہ کام مرکز سے متعلق ہے۔ پس مرکزی حصہ کے متعلق تو باہر کی جماعتوں سے مدد لی جائیگی لیکن مقامی پہلو کی ہر قسم کی ذمہ داری مالی۔ جانی۔ مقامی لوگوں کو برداشت کرنی چاہیئے۔ اگرچہ اس میں بھی مرکزی جماعت مدد دیگی۔ لیکن وہ [illegible] قسم کی ہوگی۔ اصل بوجھ مقامی جماعت پر ہی ہوگا۔ یہ نہیں۔ کہ اس کے لئے بھی باہر سے مدد مانگیں۔ اور خود چادر تان کر بیٹھے رہیں یہ سپرٹ نہایت بُری ہے۔ مقامی لوگوں کو تو ہر کام میں عملی نمونہ سے باہر والوں کی راہ نمائی کرنی چاہیئے۔ اگر باہر کے لوگ بھی اس بوجھ کو بھی اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہمیں اپنی ذمہ داری کو خود محسوس کرنا چاہیئے۔

پس آپ لوگ یہ سمجھ کر کہ اس [illegible] آپ کو

## بہت سی قربانیاں

کرنی پڑیں گی۔ بھوکے پیاسے۔ ننگے رہنا پڑے گا۔ سپاہیانہ زندگی کی مشق کرنی ہوگی۔ راتوں کو جاگنا ہوگا۔ پہرے دینے ہونگے۔ ان سب باتوں کو ملحوظ رکھ کر بتائیں۔ کہ کیا آپ اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس کام کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

حضورؓ کے اس سوال پر تمام حاضرین نے بلا استثناء کھڑے ہو کر اس کام کو سرانجام دینے پر

## آمادگی کا اقرار

کیا۔

پھر حضورؓ نے دریافت فرمایا۔ جو لوگ اس معاملہ کو طول دینا مناسب نہ سمجھتے ہوں۔ اور اُسے یہیں ختم کر دینا چاہتے ہوں۔ وہ کھڑے ہوجائیں۔ جس پر ایک آدمی بھی کھڑا نہ ہوا۔

اس کے بعد حضورؓ نے فرمایا۔ ہمارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ اس علاقہ کے

## مسلمانوں کی تنظیم

کریں۔ لوگوں کو قانون سے واقف کریں۔ اس علاقہ میں مسلمانوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ اس ضلع میں کثرت مسلمانوں کی ہے۔ ذیلداریاں اور آنریری مجسٹریٹیاں مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کے پاس بہت زیادہ ہیں۔ مسلمان قانون سے ناواقف ہیں۔ ہمارا کام ہے۔ کہ انہیں واقف کریں۔ انہیں بتائیں۔ کہ کیا شتہار دیں۔ کہ گائے کھائیں۔ یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ صرف یہ شرط ہے۔ کہ پردہ کے اندر اسے ذبح کیا جائے۔ گائے کے ذبح کرنے کی کہیں بھی ممانعت نہیں۔ سوائے اس جگہ کے جہاں دفعہ ۱۴۴ ہو۔ صرف اتنی احتیاط چاہیئے کہ نمائش نہ ہو۔ اس وقت یہاں دفعہ ۱۴۴ ہے۔ لیکن اگر کمشنر نے فیصلہ خلاف سُنادیا تو اسی دن یہ منسوخ ہو جائے گی۔ پس ہمیں آج سے ہی سکیمیں بنانی چاہئیں۔ کہ پھر ہمیں کیا کرنا ہوگا۔

اسی طرح علاقہ کے

## کمزور مسلمانوں کی حفاظت

کے متعلق سکیم بنانے کا بھی حضورؓ نے ارادہ ظاہر فرمایا۔ اور ضمناً ظفروال میں اذان کے مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ لیکن چونکہ حضورؓ کی طبیعت قدرے ناساز تھی۔ اس لئے تفصیلی اُمور طے کرنے کے لئے ۸ [illegible] جلسہ ہوا۔ جس کی تفصیلات آئندہ پرچہ میں ہدیۂ ناظرین کرام ہونگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل



نمبر ۳۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ / اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

# شاردا بل کے متعلق حکومت کا قابل مذمت رویہ

## ہندوؤں میں بیواؤں کی کثرت

ہندوؤں میں صغر سنی کی شادی کا رواج نہ صرف بکثرت پایا جاتا ہے بلکہ بلوغت سے پہلے شادی کرنا مذہبی فرض سمجھا جاتا ہے۔ حتےٰ کہ بعض فرقوں کے نزدیک بلوغت کے بعد شادی کرنا مذہبی طور پر ممنوع ہے۔ اس وجہ سے ہندوؤں میں بکثرت بچپن کی شادیاں ہوتی ہیں۔ اور چونکہ ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی بھی ممنوع ہے۔ اس لئے ان میں ایسی لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ جو سن بلوغت کو پہنچنے سے قبل ہی بیوہ ہو جانے پر تمام عمر بغیر شادی رہنے پر مجبور کی جاتی ہیں۔ اور ہندوؤں کے لئے بہت سی معاشرتی مشکلات کا موجب بنتی ہیں۔

## بچپن کی شادی کے خلاف ہندوؤں کی کوششیں

چونکہ ہندوؤں کے لئے ان مشکلات سے مخلصی پانے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ وہ بچپن کی شادی کو روک کر بیواؤں کی تعداد میں کمی کریں۔ اس لئے ہندو مدبروں نے قانون کے ذریعہ بچپن کی شادی کو ممنوع قرار دینا ضروری سمجھا۔ اور اس کے لئے مسٹر ہربلاس شاردا ممبر اسمبلی کے ذریعہ ایک قانون پیش کرایا۔

## شاردا بل اور مسلمان

چونکہ ہندوؤں کو اپنی اس معاشرتی خرابی کی اصلاح منظور تھی۔ اس لئے مسٹر شاردا نے جو مسودہ قانون تجویز کیا۔ اس کا نفاذ صرف ہندو دھرم سے تعلق رکھنے والے مختلف فرقوں سے ہی متعلق رکھا۔ لیکن جب یہ مسودہ مجلس منتخبہ کے سپرد ہوا۔ تو مجلس نے اس کے متعلق جو رپورٹ اسمبلی میں پیش کی۔ اس میں مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ اور پھر نہ صرف ہندوؤں پر بلکہ مسلمانوں پر بھی اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے اس پر بحث کی گئی اگرچہ اسمبلی کے مسلم ارکان کی اکثریت نے اس کی پوری پوری مخالفت کی لیکن مسودہ کثرت آراء سے اسمبلی میں منظور ہو گیا۔ اور آخر کار وائسرائے ہند نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کر کے اسے قانون قرار دیدیا۔

اس وقت ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس قانون کا نفاذ شریعت اسلامیہ میں مداخلت ہے یا نہیں۔ اور نہ ہم اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ جس شکل وصورت میں یہ مسودہ پاس کیا گیا ہے۔ اس میں کیا کیا نقائص اور خرابیاں ہیں۔ اور وہ کس قدر مشکلات اور تکالیف کا باعث ہوگا۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ نہ صرف اسمبلی کے مسلم ارکان کی اکثریت نے بلکہ تمام ہندوستان کی مسلم رائے عامہ نے اس قانون کی بڑے شد و مد کے ساتھ مخالفت کی۔ اور مختلف آئینی طریقوں سے گورنمنٹ پر واضح کر دیا۔ کہ مسلمان اسے اپنے مذہب میں مداخلت یقین کرکے اس کے سخت مخالف ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے۔ کہ ہندو اپنے مذہب کے ناقابل عمل اصول سے تنگ آ کر ان کے جوئے سے اپنی گردن نکالنے کے لئے اگر قانون کی پناہ لینا ضروری سمجھیں۔ تو ان کے کسی تجویز کردہ طریق پر چلنے کے لئے مسلمانوں کو بھی مجبور کیا جائے۔ کیونکہ ان کا تجویز کردہ طریق انہیں تو اپنے مذہب کی ناقابل برداشت پابندیوں سے آزاد کرا سکتا ہے لیکن وہ اسلام کی مکمل اور فطرت انسانی کے عین مطابق تعلیم کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور اس کی وجہ سے اسلامی تعلیم کے ایک شوشہ کو بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔

## مسلمانوں کی چیخ و پکار

مسلمانوں نے اخباروں کے ذریعہ۔ جلسوں کے ذریعہ۔ تاروں اور وفدوں کے ذریعہ گورنمنٹ کے سامنے اپنا نقطہ نگاہ پیش کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ اور خوب اچھی طرح ظاہر کر دیا۔ کہ مسلمانان ہند کی بہت بڑی اکثریت جس میں مذہبی اور سیاسی دونوں قسم کے لوگ شامل ہیں۔ اس قانون کے سخت خلاف ہے۔ اور اس کا نفاذ اپنے مذہب میں دست اندازی اور اپنی مذہبی آزادی میں بے جا رکاوٹ یقین کرتی ہے۔ لیکن ان کی چیخ و پکار کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اور گورنمنٹ نے سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کی تائید سے یہ مسودہ پاس کر دیا۔ حتےٰ کہ وائسرائے نے بھی اس کی منظوری دیدی۔

## گورنمنٹ کا قابل مذمت رویہ

اس قانون کی خواہ کتنی ہی ضرورت ثابت کی جائے۔ اور اسے کتنا ہی مفید اور فائدہ رساں قرار دیا جائے۔ لیکن بہر حال یہ ایک معاشرتی اصلاح سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور اس کا گورنمنٹ سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے۔ بچپن کی شادی کرنے یا نہ کرنے کا نفع ونقصان عام لوگوں کو پہونچ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں گورنمنٹ کا اس کی حمایت کرنا اور اس زور شور سے کرنا کہ بہت بڑی کثرت کی صدائے احتجاج کی بھی کوئی پرواہ نہ کرنا بہت افسوسناک اور قابل مذمت رویہ ہے۔ جس سے بہت بڑے فتنہ کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔

## بہت بڑے فتنہ کا خدشہ

اب سوال شاردا بل کا نہیں رہ گیا۔ بلکہ اس امر کا ہے۔ کہ آیا ایک ایسا قانون جسے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نے شریعت اسلامیہ میں دست اندازی سمجھا۔ اگر غیر مسلم اور سرکاری ممبروں کی اکثریت کی وجہ سے پاس ہو کر مسلمانوں کے سر منڈھا جا سکتا ہے۔ تو کل ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ایسا قانون جو تمام کے تمام مسلمانوں کے نزدیک مذہب اسلام میں صریح دست اندازی کا باعث ہو۔ پاس کر دیا جائے۔ اور مسلمانوں کو اس کی پابندی کے لئے مجبور ہونا پڑے۔

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ ہندوستان کی مجلس قانون ساز میں مسلمانوں کی بہت بڑی قلت ہے۔ غیر مسلم ممبران کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں۔ اور جب سرکاری ممبر بھی غیر مسلموں کے ساتھ مل جائیں۔ تو اسمبلی میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں رہتی۔ اب اگر اسمبلی مسلمانوں کی چیخ و پکار کو اسی طرح سرپائے استغفار سے ٹھکرانے لگے جس طرح اس نے شاردا بل کے متعلق ٹھکرا دیا ہے۔ تو ہر ایک قانون خواہ وہ اسلام کے کتنا ہی خلاف ہو۔ اور مسلمانوں کا اس پر عمل کرنا شریعت اسلامیہ کی بہت بڑی خلاف ورزی ہو پھر بھی وہ بڑی آسانی کے ساتھ پاس ہو سکتا ہے۔

یہ خطرہ ہے۔ اور بہت بڑا خطرہ ہے۔ جو شاردا بل کی منظوری نے مسلمانوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے۔ اور جس کے ازالہ کے لئے انہیں اپنی ساری کوشش اور پوری جد وجہد صرف کر دینی چاہیئے۔

## خطرہ کی مہیب صورت

اس خطرہ نے زیادہ مہیب صورت گورنمنٹ کے اس رویہ کی وجہ سے اختیار کر لی ہے۔ جو اس نے شاردا بل کے متعلق اختیار کیا۔ ہندو ممبر چونکہ اس قانون کو اپنی بہت سی مصیبتوں اور مشکلات کا خاتمہ کرنے والا سمجھتے تھے۔ اور فی الواقعہ ان کی بہت سی مشکلات کا جو ان کے مذہب نے پیدا کر رکھی ہیں۔ اس سے خاتمہ ہو بھی جائیگا۔ اس لئے ان کا حق تھا۔ کہ پورے زور سے اس کی حمایت کرتے۔ اور انہوں نے کی۔ لیکن گورنمنٹ کے لئے یہ قطعاً مناسب نہ تھا۔ کہ وہ ایک ایسی بات میں ہندوؤں کا ساتھ دیتی جسے مسلمانوں کا کثیر حصہ اپنے مذہب میں مداخلت قرار دے رہا ہے۔ اس لحاظ سے سرکاری ممبروں کو نہ صرف اس بل کی تائید نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ بلکہ مسلمانوں کے مطالبہ کے مطابق انہیں اس سے باہر رکھنے کی حمایت کرنی چاہیئے تھی۔ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تھے۔ تو وائسرائے کو ضرور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اس بارے میں شروع سے جو رویہ اختیار کئے رکھا۔ وہ مسلمانوں کے لحاظ سے نہایت ہی افسوسناک تھا۔ اور آخر کار جو نتیجہ نکلا۔ وہ بہت ہی مایوس کُن ہے۔

## مسلمانوں کو کیوں مستثنیٰ نہیں کیا گیا

اول تو مجلس مقننہ میں ایسا قانون پیش ہی نہیں ہونا چاہیئے تھا جس کے خلاف نہ صرف عام مسلمانوں کی بہت بڑی کثرت آواز اٹھا رہی تھی۔ بلکہ مجلس مقننہ کے مسلمان ممبران کی کثرت بھی خلاف تھی۔ لیکن اگر کسی ضابطہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ تو وائسرائے کو ضرور یہ بات ملحوظ رکھ کر مسلمانوں کو اس قانون کے حلقۂ اثر سے باہر قرار دے دینا چاہیئے تھا اور ہندو مسلمان لیڈر جب خود یہ سمجھوتہ کر چکے ہیں۔ کہ کسی ملت کے مذہبی اور شخصی قانون کے متعلق کسی ایسے قانون پر بحث نہ کی جائے گی۔ جس کے مخالف اس ملت کے منتخبہ ارکان کی ¾ تعداد ہو۔ تو پھر وائسرائے کو اس قانون سے مسلمانوں کو مستثنیٰ قرار دینے میں کوئی دقت بھی نہ تھی۔ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کی توقعات کو حکومت نے بہت بری طرح پائمال کیا۔ اور انہیں بہت بڑے خطرہ میں مبتلا کر دیا۔

## حکومت نے زبردست کا ساتھ دیا

گورنمنٹ نے یہ تو ضروری سمجھا۔ کہ ان لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر انہیں خوش کرے۔ جو تعداد اور اثر ورسوخ میں بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ کو اپنے آگے جھکانے کی جد وجہد کر رہے ہیں۔ لیکن اس بات کی پرواہ نہ کی۔

کہ مسلمانوں کے جذبات اور احساسات کو اس سے کس قدر ٹھیس لگے گی ؟

## مسلمان کیا کریں

اب اگر مسلمان اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہتے اور اس خطرہ کا سدباب کرنا چاہتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کے اس رویہ سے اسلام کے دیگر احکام اور جائز امور کے متعلق پیدا ہو گیا ہے۔ تو انہیں چاہیئے۔ منظم اور مسلسل سعی کے ساتھ اپنا مطالبہ منظور کرا کے دم لیں اور اس کے لئے آئینی طور پر جو کچھ انہیں کرنا پڑے۔ اس سے دریغ نہ کریں۔ ورنہ اگر تھوڑا عرصہ شور و شر مچا کر خاموش ہو گئے۔ تو آئندہ انہیں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہو گا۔ اور اس وقت ان کا حل کرنا اتنا آسان نہ ہو گا جتنا اب ہے ؛

## ہندو عورتوں کا اغوا

معاصر "البشیر" اٹاوہ (۲۴ ستمبر) راوی ہے :-

"کلکتہ کے ہندوؤں نے پچھلے ہفتہ دو عام جلسے کر کے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ ہندو عورتوں کے اغوا کے واقعات جو بنگال میں سال بہ سال بکثرت پیش آتے ہیں۔ ان کے انسداد کی تدابیر اختیار کرے۔ اس جلسہ میں ایک انجمن بھی اس غرض سے بنائی گئی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہندو عورتوں کے اغوا کے روکنے کی موثر کارروائی کرے"۔

چونکہ گاندھی جی ایسے کٹر ہندو کو بھی مسلم ہے۔ کہ

"ہندو تہذیب نے عورت کو حد سے زیادہ مرد کی محکوم بنانے اور اسے مرد ہی میں جذب کرنے میں غلطی کھائی ہے"۔ (ریتیج ۱۰ اکتوبر)

اس لئے جو خوددار اور باغیرت عورتیں اس محکومیت اور غلامی کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ اور اپنی علیحدہ شخصیت تسلیم کرانے کی آرزومند ہوتی ہیں۔ وہ اپنے فطری جذبہ کے ماتحت ہندو گھرانوں سے قطع تعلق کر لیتی ہیں۔ اور چونکہ اسلام کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو عورت کو انسانیت کے لحاظ سے مساویانہ شخصیت دے۔ اس لئے لامحالہ ہندو عورتیں اسلام کی طرف رُخ کرتی ہیں۔ مسلمانوں کا محض اتنا قصور ہے کہ وہ ایسی ستم رسیدہ عورتوں میں سے بعض کو پناہ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کا نام اغوا نہیں بلکہ مظلوموں کی حمایت رکھنا چاہیئے۔ اور اس میں کسی قسم کی روکاوٹ پیدا کرنے کی بجائے اسے اور وسعت دینی چاہیئے۔

## ہندو دھرم میں عورتوں کیلئے مشکلات

تعجب ہے۔ گاندھی جی جو ہندوستان کو محکومیت سے نجات دلانے کے لئے سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ ہندو عورت کی محکومیت کو اچھی طرح جانتے ہوئے اس کی رستگاری کی کوئی سبیل نہیں نکالتے۔

ایک معزز ہندو نے آپ کو ایک چٹھی ارسال کی جس میں ان اندوہناک مصائب اور دلدوز مظالم کی شکایت تھی۔ جو اس کی بہن اپنے ظالم خاوند کے ہاتھوں سہہ رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ گاندھی جی ایسا آزادی پرست لیڈر اس کے جواب میں کوئی موثر طریق پیش کرتا۔ ینگ انڈیا میں لکھتا ہے "اسے قانونی رشتہ کو فسخ کئے بغیر اپنے خاوند کے گھر سے علیحدہ رہنا

چاہیئے۔ اور ایسا خیال کرنا چاہیئے۔ گویا اس کی شادی ہوئی ہی نہیں۔ ......... لڑکی کے والدین اس کی پرورش بخوبی طور پر کر سکتے ہیں"

لیکن اگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو اس قسم کی بدنصیب عورتوں کو پناہ دینے والی درسگاہیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں ! (ریتیج ۱۰ اکتوبر)

جس مذہب کے بڑے بڑے لیڈر عورتوں کی فطری خواہشات سے اس درجہ بے اعتنائی برتیں۔ اور جانتے بوجھتے ہوئے انہیں تاریک زندگی بسر کرنے پر مجبور کریں۔ اس سے عورتیں کنارہ کشی اختیار نہ کریں۔ تو اور کیا کریں۔ "ایسی بدنصیب عورتوں کو پناہ دینے والی درسگاہوں" کے اندرونی حالات اس قدر تواتر سے پبلک کے سامنے آ چکے ہیں۔ کہ ان پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ؛

پس عورتوں کے اغوا کے انسداد کے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلانے اور انجمنیں بنانے والے اپنے تمدن اور تہذیب میں اصلاح کریں۔ اور عورتوں کو ان کے حقوق دیں۔

## سکھوں کا تشدد مسلمانوں پر

جب سے سکھوں نے قانون شکنی کر کے قادیان کا مذبح گرایا ہے اسی دن سے انہوں نے ان مسلمانوں پر جو دیہاتوں میں بہت تھوڑی تعداد میں اور غربت کی حالت میں رہتے ہیں۔ بے حد تشدد کرنا شروع کر رکھا ہے۔ اول تو انہیں اس بات کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مذبح کے خلاف رائے دیں۔ لیکن جب انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔ تو مختلف طریقوں سے تکالیف پہنچاتے ہیں۔ اور اگر کوئی اکیلا دکیلا احمدی مل جائے۔ تو اس پر دست درازی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ یہ بالکل تازہ واقعہ ہے۔ کہ ایک گاؤں بوٹر کلاں میں ہمارے ایک مبلغ کو سکھوں نے اس قدر پیٹا۔ کہ وہ ہسپتال میں پڑا ہے۔ اسی طرح موضع دادو وال میں سکھوں نے مسلمانوں کو مارا۔ اور ایک شخص کو ضرب شدید آئی۔ سکھوں کے تشدد کے متعلق مقدمات دائر ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہا جاتا ہے۔ احمدی فساد کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ سکھوں کے اخبار "اکالی" نے حال ہی میں لکھا ہے :-

ہم نہیں سمجھتے۔ جو لوگ مسلمانوں پر اس قدر تشدد کر رہے ہیں۔ کہ انہیں اذان کہنے کی وجہ سے مارتے پیٹتے ہیں۔ اور کئی دیہات میں انہوں نے اذان دینا بند کیا ہوا ہے۔ وہ کس مونہہ سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ احمدی اور دیگر مسلمانوں کو فساد پر آمادہ کر رہے ہیں۔ احمدی کسی کو فساد پر آمادہ نہیں کر رہے۔ بلکہ خود سکھ فساد کرا رہے ہیں۔ اور اگر بات بڑھ گئی۔ تو اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہو گی۔ جو مسلمانوں کے مذہبی اور معاشرتی امور میں زبردستی رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ سکھ شر انگیزیوں سے باز آ جائیں یا پھر ذمہ دار حکام ان کی شرارتوں کا سدباب کر دیں ؛

## شاردا بل اور نہرو رپورٹ

شاردا بل کے پاس ہو جانے سے ایک ایسی حقیقت ظاہر ہو گئی ہے جو دور اندیش مسلمانوں پر تو پہلے ہی ظاہر تھی۔ لیکن نہرو رپورٹ کے حامی مسلمان باوجود سمجھانے کے سمجھ نہ سکتے تھے۔ یا سمجھنا نہیں چاہتے تھے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ نہرو رپورٹ میں جن امور کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے۔ وہ بھی محض نام کے ہی ہیں۔ ان پر نہ کبھی عمل ہو گا۔ اور نہ کبھی عمل کرنے کی نیت سے وہ وضع کئے گئے ہیں۔ مثلاً بقول "زمیندار" (۹ اکتوبر)

"یہ امر نہرو رپورٹ کے بنیادی اصول میں سے ہے۔ کہ کسی جماعت کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے گی۔ اور کوئی قانون جو کسی جماعت پر اثر انداز ہوتا ہو۔ اور جس کی مخالفت اس جماعت کے ¾ نمائندگان کریں۔ منظور نہیں کیا جائے گا"

لیکن باوجود اس کے خود پنڈت موتی لال نہرو نے اسمبلی میں شاردا بل پاس کرانے میں پورا پورا حصہ لیا۔ اور یہ جانتے بوجھتے حصہ لیا۔ کہ مسلمان نمائندگان میں سے ¾ اس بل کے سخت خلاف ہیں۔ جب پنڈت موتی لال صاحب نہرو کا سا انسان اپنی مرتب کردہ رپورٹ کے بنیادی اصول کو اس طرح پامال کر سکتا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ اور لوگ کہاں تک اس کا احترام کریں گے۔ اور جب یہ صورت حالات ہو۔ تو مسلمانوں کا نہرو رپورٹ کی حمایت کرنا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارنا ہے ؛

## ہندو استریوں کی آزادی

دیانندی عورتوں کی آزادی کے بڑے دعوے کرتے اور اس پر بہت زور دیتے ہیں۔ لیکن وہ ہندو عورتیں جو اپنے مذہب کی ناقابل برداشت پابندیوں کو قطع کر کے آزادی کی فضا میں قدم رکھ رہی ہیں وہ ایسا طریق اختیار کر رہی ہیں۔ کہ ابھی سے ہندو ان کی وجہ سے بیچ اُٹھے ہیں۔ چنانچہ "سدرشن چکر" ۲۹ ستمبر لکھتا ہے :-

"آزادی بذات خود اچھی چیز ہے۔ بشرطیکہ اس کا استعمال غلط نہ کیا جائے۔ استریوں کی آزادی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ شرم و حیا۔ جو استریوں کے لئے سب سے قیمتی بھوشن ہے۔ کو بھی جواب دے دیں۔ بڑے بڑے شہروں میں عورتوں کو فیشن پرستی نے تباہ کر رکھا ہے۔ عورتوں کے نت نئے فیشنوں نے جہاں مردوں کا دم ناک میں کر رکھا ہے۔ وہاں ہندو جاتی کی اقتصادی حالت کو بھی سخت دھکا لگایا ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ ہندو دیویاں فیشن اور آزادی کی خاطر بازاروں میں بے دھڑک پھرتی ہیں۔ غیر ہندو درزیوں۔ بزازوں۔ بساری فروشوں کے پاس جا کر بے شرمی و بے حیائی کا جس طرح مظاہرہ کرتی ہیں۔ اسے دیکھ کر ہمارا سر مارے ندامت کے جھک جاتا ہے۔ گھر میں چرخہ چلانا چکی پیسنا۔ اور دیگر گھر کے کام کاج جو استریوں کے لئے بہترین ورزش ہیں تو مفقود ہو چکے ہیں۔ اب کمپنی باغ میں سیر کرنا اور مگدر وغیرہ ہلانا ورزش میں شامل ہو گیا ہے۔ کیا عورتوں کی یہ آزادی کا غلط استعمال جاتی کے لئے مفید ثابت ہو گا۔ کیا ہندو مرد اپنی استریوں کا سدباب نہ کریں گے"؟

مگر یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اب ہندو عورتیں اس حد کو پہونچ چکی ہیں۔ کہ اگر ہندو انہیں اپنی پراچین تہذیب جس کے بہترین ہونے کا انہیں بڑا دعوے ہے کی طرف واپس لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے۔ مسلمانوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو موجودہ زمانہ کی رو کے حوالے نہیں کر دینا چاہیئے۔ کہ اس کا انجام سوائے بربادی کے اور ہلاکت کے کچھ نہیں ؛

## ہندوستان کی غربت وافلاس

ہندوستان بلحاظ پیداوار اگرچہ ایک نہایت ہی زرخیز ملک ہے۔ لیکن باایں ہمہ ہندوستانیوں کی فلاکت اور غربت دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی مزدوران ہند کی حالت کی تحقیقات کرنے کے لئے جو شاہی کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اس کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے انگلستان کے ایک وقیع اخبار ڈیلی ہیرلڈ نے لکھا ہے۔

"برطانی سلطنت کی اکثریت ہندوستان کے صنعتی اور زراعتی مزدوروں پر مشتمل ہے۔ باوجودیکہ ہم ہندوستان میں ۱۵۰ سال سے حکومت کر رہے ہیں۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے۔ کہ کرہ ارض کی پیٹھ پر جتنی اقوام آباد ہیں ان میں سب سے زیادہ مفلس۔ قلاش اور مصائب افتادہ ہندوستانی ہیں جو فلاکت ومعیبت ہندوستان میں ہے۔ موجودہ زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔"

ہندوستان کی حالت کا نقشہ کھینچنے میں ڈیلی ہیرلڈ نے جس صاف گوئی سے کام لیا ہے۔ اس کی موجودگی میں حکومت ہند فی الواقع ہندوستان کی حالت کو بہتر بنانے میں تغافل وتساہل کے الزام سے بری قرار نہیں دی جا سکتی۔ اور اسے چاہیئے۔ رائے عامہ کو اپنے متعلق بہتر بنانے کے لئے اس مسئلہ کی طرف پوری توجہ کرے۔

## آریہ سماج ایک پولیٹیکل گروہ ہے

ہندوستان میں شورش اور فسادات کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ کہ آریہ سماج مذہبی یا تمدنی سوسائٹی نہیں۔ بلکہ ایک پولیٹیکل گروہ ہے۔ جس کی تمام سرگرمیاں ہندوستان میں سیاسی انقلاب پیدا کرنے کی غرض سے ہیں۔ یہ ہمارا ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ خود آریہ سماج کے "نیتاؤں" کو بھی مسلم ہے۔ آریہ گزٹ ۲۶ ستمبر آریہ یودک سمیلن دیناگر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"مہاشہ کرشن کا ایڈریس جنہوں نے پڑھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس میں دیانند اور آریہ سماج کی سپرٹ کی بجائے اور ہی مینیا کام کر رہا تھا یہی حال پاس شدہ ریزولیوشنوں اور کارروائی کا تھا۔ سب میں پولیٹیکل مینیا کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے"۔ پھر لکھا ہے۔

"ہم تو حیران ہوتے تھے۔ کہ یہ آریہ یودک سمیلن کا اجلاس ہے۔ یا نوجوان بھارت سبھا کا"۔

مہاشہ کرشن کی طرف سے ایسے ریزولیوشنز کا پیش ہونا اور پھر ان کا سمیلن میں پاس بھی ہو جانا اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ آریہ سماج میں عام طور پر پولیٹیکل سپرٹ کام کر رہی ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ دیانند جی اور آریہ سماج کی سپرٹ نہیں ہے۔ حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کی تاریخ جاننے والے اس دھوکہ میں نہیں آ سکتے۔

بانی آریہ سماج نے "ستیارتھ پرکاش" میں جو تعلیم دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ویدوں کو نہ ماننے والوں کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہئے۔ جو لوگ اس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہوں۔ ان کا پولیٹیکل بے چینی پیدا کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں ہے۔

# اشارات



اگرچہ یکم جنوری ۱۹۳۰ء کے آنے میں ابھی بہت دن باقی ہیں۔ جبکہ غلام آباد ہندوستان میں پہلی دفعہ کانگرسی اصحاب کے ذریعہ "کامل آزادی" کا جھنڈا لہرایگا۔ لیکن ادھر تو اور ابھی سے گاندھی جی کے سے آزادی پسند سیاسی راہنما کے ہاتھ بھی اس خیال سے کانپ رہے۔ بلکہ فالج زدہ ہو رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کا سب سے بڑا سیاسی لیڈر ہونے کے خیال سے "کامل آزادی کا جھنڈا" اٹھانے کی تکلیف ان کے ہاتھوں کو نہ برداشت کرنا پڑے۔ اسی لئے انہوں نے آل انڈیا کانگرس کی صدارت کا تاج "اپنے سر مبارک پر رکھنے سے انکار کر دیا۔ اور باوجود اپنے ساتھیوں کی منت وسماجت کے انکار پر اڑے رہے۔ اور اب انہوں نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ

"کانگرس کی موت کا اندیشہ اس حالت میں ہے۔ کہ اس کی عنان مفلوج ہاتھوں میں جیسے کہ اس وقت میرے ہیں دی جائے"۔ (انقلاب ۸ اکتوبر)

اس اعلان سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ "کامل آزادی کا جھنڈا" اٹھانے کے اندیشہ سے گاندھی جی کے مقدس ہاتھ مفلوج ہو رہے ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ اگر یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو کانگرس نے یہ جھنڈا بلند نہ کیا۔ تو اس پر "کامل موت" وارد ہو جائیگی۔ اب یہ دیکھنا باقی ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال صاحب جن کے کندھوں پر کانگرس کی صدارت کا بار رکھ دیا گیا ہے۔ کانگرس کی زندگی کا باعث بنتے ہیں۔ یا اس کی ارتھی راوی کے کنارے چتا پر رکھ کر بھسم کر دیتے ہیں۔

ایسے وقت میں جبکہ ہر طرف سے ہندوؤں کی یورش اور گورنمنٹ کی سرد مہری سے مجبور ہو کر "مسلمانو تیار ہو جاؤ" اور "ملت اسلام کو عظیم الشان خطرہ سے بچاؤ" کے ولولہ انگیز اعلانات کی ضرورت پیش آ رہی ہے "ممبران آل انڈیا تنظیم کمیٹی" کے ایک "اہم اعلان" کے یہ الفاظ کس قدر دل خراش اور مایوس کن ہیں۔ کہ "تحریک تنظیم مساجد کی تکمیل کی طرف سے کامل طور پر مایوسی ہو چکی ہے"۔ (زمیندار ۹ اکتوبر)

تمام مسلمانوں کی "تنظیم" تو الگ رہی۔ اگر ایک جزوی امر "تنظیم مساجد" کے متعلق بھی "ممبران آل انڈیا تنظیم کمیٹی" کو "کامل طور پر مایوسی ہو چکی ہے" تو خدا کے لئے بتایا جائے۔ مسلمانوں کے زندہ رہنے اور اپنے ملکی اور مذہبی حقوق کی حفاظت کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

اس زمانہ میں کوئی ایسی قوم باعزت زندگی بسر نہیں کر سکتی جس میں تنظیم نہ ہو۔ اور نہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے۔ پھر مسلمانوں کو کیونکر توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اس قدر پراگندہ اور منتشر ہونے کے باوجود جس کا اظہار "ممبران آل انڈیا تنظیم کمیٹی" نے کیا ہے۔ نہ صرف اپنے برادران وطن سے جو نہایت کثیر التعداد اور کثیر المال ہونے کے علاوہ بے حد منظم بھی ہیں۔ اپنے حقوق محفوظ رکھ سکیںگے۔ بلکہ گورنمنٹ کو بھی اپنے مطالبات منوانے کے لئے مجبور کر سکیں گے۔

مسلمانان ہند کی تنظیم کے متعلق اس قدر بے دلی اور مایوسی کا اظہار "ممبران آل انڈیا تنظیم کمیٹی" نے اسلئے کیا ہے۔ کہ تا دس ہزار کی وہ رقم جو تنظیم کے لئے جمع کی گئی تھی۔ اور جس پر ایک فرد واحد نے اپنی ہوشیاری سے بلا شرکت غیرے قبضہ جما رکھا ہے۔ اسے جنرل نادر خان کی خدمت پہنچا دیا جائے تاکہ وہ اسے افغانستان کی حکومت حاصل کرنے کیلئے اپنے مصرف میں لا سکیں دس ہزار کی قلیل رقم ایک سلطنت کے حصول کیلئے جو حیثیت رکھتی ہو۔ وہ ظاہر ہے اور جن لوگوں نے اتنی سی رقم اس مقصد کیلئے پیش کرنیکی تجویز کی ہے۔ انہوں نے جنرل نادر خان کے متعلق اپنی ہمدردی اور امداد کا کوئی قابل ذکر مظاہرہ نہیں کیا۔ اگر وہ ایسا ہی کرنا چاہتے ہیں۔ تو کریں۔ لیکن از برائے خدا ایسے خیالات کا تو اظہار نہ کریں جن میں مسلمانوں کی تنظیم کے متعلق انتہائی مایوسی پائی جاتی ہو۔ اور مسلمان یہ سمجھ لیں۔ کہ ان کی تنظیم ناممکن الحصول امر ہے۔ کیونکہ اس نازک وقت میں مسلمانوں کی ہر قسم کی کامیابی کا انحصار ان کی تنظیم پر ہے۔ اگر وہ منظم نہیں ہو سکتے۔ اور اس کی کوئی صورت نہیں ہے۔ تو پھر مسلمانوں کے زندہ رہنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہے۔

مسلمانان ہند کابل کی شان وشوکت کی بحالی کیلئے جو کچھ کر سکتے ہیں کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں۔ ان کی اپنی زندگی کیلئے انکا منظم ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اگر مسلمان ایک انتظام کے ماتحت ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ تو ان کی امداد کسی اور کو بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ پراگندہ طبع اور پراگندہ خیالات لوگوں کی امداد حقیقت ہی کیا رکھتی ہے پس مسلمانان ہند کو سب سے پہلے اپنی تنظیم کرنی چاہیئے۔ اور اس کے لئے انتہائی جدوجہد سے کام لینا چاہیئے۔ زمانہ بہت جلد جلد اپنا رنگ بدل رہا ہے۔ مسلمانوں کو بھی اپنے وہ خیالات بدل دینے چاہئیں۔ جو ان کی پراگندگی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اور متحدہ اغراض ومقاصد کے لئے ایک سلک میں منسلک ہو جانا چاہیئے۔

اسمبلی کے مسلم ارکان نے شاردا بل کے خلاف آواز اٹھانیکے متعلق جو اعلان شائع کیا ہے۔ اس میں مسلمانوں کیلئے جو ایک ہی راستہ تجویز کیا ہے وہ یہ ہے کہ

"مسلمان اس ملک میں اپنی شیرازہ بندی کریں اور ایک متحدہ محاذ قائم کر لیں"

یہ راستہ جو آج ممبران اسمبلی کو "شاردا بل" نے دکھایا ہے۔ وہی ہے جس کی طرف بہت عرصہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو بلا رہے ہیں۔ اور معقول پسند طبائع اس کی طرف متوجہ ہو رہی ہیں اب چاروں طرف سے خطرات نے مسلمانوں کو اس طرح گھیر لیا ہے۔ کہ "یہ ایک ہی راستہ" ان کے لئے باقی رہ گیا ہے۔ اگر وہ کامیابی کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ تو اس پر گامزن ہو جائیں۔ اور متحدہ محاذ قائم کرنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہ کریں

# پیغامیوں کی غلط بیانیاں



## کوہ مری کے مباحثہ کی کیفیت

### قلم در کف دشمن

گزشتہ دنوں کوہ مری اور سرینگر میں غیر مبایعین سے مباحثات ہوئے جنکی رپورٹ "پیغام صلح" ۳ ستمبر اور ۱۰ ستمبر میں شائع ہوئی ہے پہلی رپورٹ تو خود پیغامی مناظر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور مؤخر الذکر روئداد کو قاری نور الدین کے قلم کا شرمندۂ احسان بتایا گیا ہے۔ ان رپورٹوں میں جس بیدردی کے ساتھ انصاف کا خون کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے "قلم در کف دشمن" کا بہترین موقعہ یہی معلوم ہوتا ہے۔ میں حیران ہوں۔ جو لوگ ان مناظروں میں شامل تھے وہ اہل پیغام کی ان حرکات کو دیکھ کر اسلام کے ان اجارہ داروں کے متعلق کیا خیال کرینگے۔ "پیغام صلح" کی اشاعت ۱۰ ستمبر کے سرورق پر لکھا ہے "آجکل اختلافی مسائل میں جو طرز عمل ہمارا ہو جاتا ہے اس کو دشنام دہی۔ گندہ دہنی اور تہمت و الزام تراشی کے سوا اور کسی نام سے موسوم نہیں کر سکتے" اور میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ اہل پیغام اسی مرض مہلک کا شکار ہو رہے ہیں۔ مناظرات میں فقدان علم کے باعث جو حرکات ان سے صادر ہوتی ہیں وہ بجائے خود انکی تہذیب و شرافت پر ماتم کناں ہوتی ہیں۔ اور پھر رپورٹ میں جس رنگ میں حریف غالب کیطرف بکرات و مرات لفظ "شکست" کو منسوب کر کے دل کا بخار نکالا جاتا ہے اسے دیکھ کر گمان ہوتا ہے کہ شائد بقول غالب ع ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

پھر لطف یہ ہے کہ رپورٹ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فریق ثانی کا مناظر شائد بالکل خاموش تھا۔ ان مذکرہ صدر رپورٹوں کی یہی نوعیت ہے

### مباحثہ کوہ مری

۲۳ر اگست بعد نماز جمعہ ہم میاں محمد یعقوب صاحب شال مرچنٹ کے مکان پر انکی تحریک کے مطابق تصفیہ شرائط کے لئے گئے۔ میاں صاحب موصوف غیر احمدی ہیں۔ اور انہوں نے اخبار "زمیندار" میں صداقت دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود کے لئے جماعت احمدیہ کوہ مری کو چیلنج کیا تھا جسے ڈاکٹر محمد حسین صاحب پیغامی کی کذب آفرین طبیعت نے "میاں محمود احمد صاحب کو چیلنج" تحریر کیا ہے۔ میاں صاحب مذکور نے غیر احمدی مولوی صاحبان کو تار دیئے مگر وہ نہ پہنچے۔ تو آپ نے مجبوراً ڈاکٹر صاحب کو ہی تحریری طور پر اپنا نمائندہ مقرر کر دیا۔ اور اس طرح صداقت مسیح موعود کا مضمون حذف کر دیا گیا۔ اب پیغامی مناظر نے ایک تو اپنے چیلنج کو نبھانا تھا۔ دوسرے غیر احمدی اصحاب کی نمائندگی بھی کرنی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مبلغ علم کا جائزہ کر کے اشتعال پیدا کرتے ہوئے مباحثہ سے جان بچانے کی کوشش کی۔ مگر ہم نے جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس لئے انکی تمام سعی اکارت گئی۔

### پیغامی مناظر کی سراسیمگی

تصفیہ شرائط کے لئے نصف گھنٹہ سے زیادہ وقت نہ لگتا اگر ڈاکٹر صاحب ایک بات کو تسلیم کرنیکے بعد پھر اس کا انکار نہ کر دیتے۔ وہ عجیب منظر تھا کہ جب ڈاکٹر صاحب ایک شرط مان جاتے اور میں اسے لکھ بھی دیتا لیکن انکے ساتھ والے ایک دو پیغامی سر ہلا کر فرما دیتے۔ "نہیں نہیں"۔ ڈاکٹر صاحب پھر کہدیتے مجھے یہ منظور نہیں۔ بصد مشکل ہم نے ۲½ گھنٹہ کے بعد ان کو دو مضمونوں پر رضا مند کیا جو یکے بعد دیگرے تھے (۱) اجرائے نبوت غیر تشریعی (۲) دعویٰ نبوت حضرت مسیح موعود از تحریرات۔ وہ اخیر تک اس تلخ پیالہ کو ٹالنے کی کوشش کرتے رہے۔ مگر کذب بیانی کا ستیاناس ہو کہ آپ "شفاخانہ" پہنچکر اس ساری "پیچیدگی" کو ہمارے ذمہ ڈالنے لگ گئے۔ خود جناب نے مسئلہ کفر و اسلام کی آڑ میں بچنا چاہا۔ مگر جب خاکسار نے صاف لفظوں میں کہا۔ کہ صاحبان اس بارہ میں آپ کو لاہوری گروہ یا اہل قادیان کے بجائے بانی سلسلہ احمدیہ کے وہ الفاظ پڑھ لینے چاہئیں جو حضور نے حقیقۃ الوحی ص۱۶۳ و ص۱۷۹ میں لکھے ہیں۔ وہ اردو عبارت ہے ڈاکٹر صاحب بھی دل میں اسپر ایمان رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب تو دیکھ لیجئے اور میں نے وہ عبارتیں پڑھ کر سنائیں۔ ڈاکٹر صاحب خود جانتے ہیں کہ انکی کیا حالت ہوئی منافقت کا پردہ چاک ہو گیا۔ چہرہ زرد پڑ گیا۔ گھبرا کر فرمانے لگے "لوگو! تم کو غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے"۔ غیر احمدیوں نے جواب دیا جناب اردو عبارت ہے اور نہایت واضح ہے۔ اسی حالت بے بسی میں آپ نے اہل قادیان پر تبرا بازی بھی شروع کر دی۔ جب ذرا ٹھنڈے ہوئے تو کہنے لگے "عام غیر احمدی کافر نہیں۔ ہاں جاہلیت کی موت ضرور مرتے ہیں مگر "نہ ماننے والے اور کافر کہنے والے ایک ہی قسم میں داخل ہیں" کا حل نہ کر سکے

### پیغامی مناظر نے حضرت مسیح موعود کی ہتک کی

اسی اثنا میں آوازیں آنے لگیں کہ لاہوری لوگ یا قادیانیوں کے ساتھ مل جائیں جو مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہیں یا پھر ہمارے ساتھ مل جائیں درمیان درمیان کی حالت ٹھیک نہیں۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ دوسرے روز آپ نے بار بار حضرت مسیح موعود کی توہین کی۔ اور مرزا۔ مرزا کے خطاب کے علاوہ یہاں تک کہہ دیا کہ "مرزا صاحب صحابہ کی جوتیوں کے برابر بھی نہ تھے"۔ نعوذ باللہ۔ جس پر غیر احمدیوں کو خوشی کا موقعہ مل گیا۔ اور انہوں نے کہا آپ تو ہمارے ساتھ مل گئے۔ اب جمعہ بھی ہمارے پیچھے پڑھیں۔ مگر ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور۔ اور کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ آپ نے عملاً اس کا انکار کر دیا۔

### اجرائے نبوت غیر تشریعی پر مباحثہ

۲۴ر اگست بروز ہفتہ اس مضمون کے لئے تین گھنٹہ وقت مقرر تھا۔ ۸½ بجے رات مباحثہ شروع ہوا۔ نصف گھنٹہ میری تقریر تھی جس میں خاتم النبیین کے معنے بتا کر امکان نبوت پر آٹھ آیات اور تین احادیث پیش کیں۔ یہ معنے کہا۔ خاتم النبیین مقام مدح میں ہے۔ اس کے وہ معنے کرنے چاہئیں جو حضور علیہ السلام کی مرتبت کو بلند ظاہر کریں۔ نبوت کو بند کر دینے سے حضور کا کیا فخر ہے۔ "زمانی طور پر آخری ہونا باعث فضیلت نہیں" "اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" (تحذیر الناس ص۳) ۲۔ دیگر آیات سے جن معنوں کی تائید نکلتی ہو وہ درست ہونگے۔ اس پر آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم الخ اور دیگر سات آیات سے امکان نبوت غیر تشریعی ثابت کیا۔ ۳۔ احادیث میں سے لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا۔ اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ نیز یہ ارشاد انا سید الاولین والآخرین من النبیین (مولوی محمد احسن کی کتاب خاتم النبیین ص۲۷) کہ میں پہلے نبیوں کا بھی سردار ہوں اور پچھلے نبیوں کا بھی پیش کیا۔ پھر اجماع امت ہے کہ غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ اس پر متعدد اقوال بزرگان پیش کئے پھر ضرورت نبوت کو ثابت کر کے اجرائے نبوت کا ثبوت دیا۔ بالآخر یہ کہا کہ خاتم النبیین کے معنے "سب نبیوں کو ختم کرنے والا" ہی کر لو۔ مگر ذرا اسکی نوعیت تو بیان کرو۔ حضرت آدم۔ حضرت نوح۔ حضرت ابراہیم غرض سب نبی فوت ہو گئے تھے۔ انکی شریعتیں عملاً و لفظاً منسوخ ہو چکی تھیں۔ تو آنحضرت صلعم نے آ کر ان سب کو کیسے ختم کیا وہ تو پہلے ہی ختم ہو چکے تھے۔ کیا آپ نے انکی نبوتوں کو سلب کر دیا؟ نہیں اب صرف ایک ہی صورت ہے کہ ان جملہ نبیوں کے اوصاف و کمالات تمام حضور کی ذات میں جمع کر دیئے گئے گویا آپنے سب نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور نبوت کے کمال کو پورے طور پر حاصل کرنے کی وجہ سے نبوت کو بھی ختم کر دیا۔ جیسا کہ سخاوت حلم عفو اور انسانی کمالات حضور پر ختم ہو گئے ویسے ہی نبوت بھی ہو گئی یعنی ایسا سخی اس درجہ کا حلیم اور کامل انسان نہ ہوگا۔ ایسا ہی اس شان کا نبی بھی نہ ہوگا۔ اس لئے ہم اب غیر تشریعی نبوت کو جاری مانتے ہیں جو حضور کی اتباع اور اطاعت سے ملتی ہے۔ اور اس طرح حضور کی شان بلند نظر آتی ہے وھو المقصود اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معنی ختم نبوت بھی حقیقۃ الوحی وغیرہ سے بیان کئے۔

### پیغامی مناظر کی غلط بیانی

جناب ڈاکٹر صاحب نے اس تقریر کا اپنی رپورٹ میں یوں الفاظ ذکر کیا ہے:-

خاتم النبیین کے معنے بیان کرنے کے بعد وہی بابیوں سے چرائی ہوئی آیات (گویا قرآن مجید بابیوں کا ہے۔ جو ان سے آیات چرائی جاتی ہیں) یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم اور دوسری ان اللہ اصطفیٰ[۱] من الملائکۃ رسلاً ومن الناس جو سترھویں پارہ کے آخر رکوع میں ہے پیش کیں اور بتایا کہ نبوت جاری ہے لیکن جو اصل تھا۔ کہ نبوت غیر تشریعی کا اجراء وہ کھا گئے۔ اور اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہا۔ نصف گھنٹہ گذر گیا لیکن اصل دعویٰ کیطرف کوئی توجہ نہیں کی" مقام حیرت ہے یعنے بقول ڈاکٹر صاحب آیات سے یہ تو بتا دیا۔ کہ

[۱] آیت یوں ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس۔ ابو العطاء

نبوت جاری ہے مگر غیر تشریعی کا اجراء نہ دکھا سکا۔ ع

بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی است۔ اگر جناب والا آدھ گھنٹہ کی تحریر کی۔ دوسری آیات مثل من یطع اللہ والرسول کو بھی درج کر دیتے تو پبلک خود اندازہ لگا لیتی۔ کہ ان سے آنحضرتؐ کی پیروی میں بغیر جدید شریعت کے اجراء نبوت ثابت ہے یا نہیں۔ ہاں بابیوں سے چرانے کی بھی خوب کہی "وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دور نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ ان سے امکان نبوت کے ثبوت کی آیات چرانے کا خیال شاید پیغامی دماغ میں ہی آسکتا ہے۔ میں تو جناب سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ اگر یا بنی آدم اما یاتینکم آیت بابیوں سے چرائی ہوئی ہے۔ تو اس کے چرانے والے مولوی غلام حسن صاحب پشاوری ہیں جنہوں نے اسے سید مدثر شاہ کی موجودگی میں غیر احمدیوں کے سامنے پیش کیا۔ (اخبار بدر ۲۳ جنوری ۱۹۰۸ء) میں حیران ہوں کس نے بہائیت سے نابلد محض اشخاص کے منہ میں یہ کلمہ ڈال دیا ہے۔ کہ یہ آیات بابیوں سے پرائی ہوئی ہیں۔ آیات کا چرانا خود ایک مضحکہ خیز دعوی ہے جو ڈاکٹر صاحب ایسے لوگوں کا ہی سرمایہ ہے مجھے یاد ہے۔ سرینگر کے مباحثہ میں میر مدثر شاہ صاحب نے بھی کسی کی انگیخت سے کہہ دیا تھا۔ کہ یہ آیت تو تم نے بہاء اللہ سے چرائی ہے۔ مگر جب چیلنج کیا گیا۔ کہ بتاؤ بہاء اللہ نے کہاں اسے امکان نبوت کے لئے پیش کیا ہے تو وہ اپنے قرین مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی طرف دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور اخیر تک کوئی جواب نہ دے سکے۔ غالباً یہ سب لوگ "بیان القرآن" کے محرر کی ہاں میں ہاں ملانے کے لئے ایسا کہہ دیا کرتے ہیں۔ تاکہ عوام الناس آیت کے مطلب پر غور ہی نہ کرسکیں ✤

## ڈاکٹر صاحب کی جوابی تقریر

ڈاکٹر صاحب نے چند اقتباسات مختلف کتابوں سے نقل کر کے ایک مضمون بنا لیا تھا جسے بغیر اس لحاظ کے کہ اس موقعہ سے یا مدعی کی تقریر سے اس کا کوئی تعلق بھی ہے آپنے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور بدقسمتی سے جب وہ تحریر نصف گھنٹہ یا اس سے تھوڑے سے زیادہ عرصہ میں ختم ہوگئی۔ تو آپنے خاکسار سے ازراہ مہربانی فرمایا۔ "ابس"۔ مگر مینے عرض کیا۔ مباحثہ کا وقت تین گھنٹہ مقرر ہو چکا ہے اب بس کا کیا مطلب۔ پھر کیا تھا۔ آپنے اپنی باری پر وہی تحریر پھر پڑھنی شروع کر دی۔ اس بیان کا خلاصہ پیغام صلح کی مذکورہ بالا اشاعت میں درج ہے۔ مگر ایسے رنگ میں کہ گویا یہ وہ "ٹھوس دلائل" تھے جن کا جواب نہ تھا۔ لہذا اسی پر مناظرہ ختم ہوگیا۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب کو ان تمام باتوں کے مفصل اور مکمل جوابات دیئے گئے اور حاضرین نے پسند کئے۔ میں خوف طوالت سے انکو قولہ اور اقول کے طریق سے مختصراً درج کئے دیتا ہوں :-

### اعتراضات کے جواب

**قولہ** - چونکہ ہدایت کامل آگئی اسلئے اب آیندہ نبیوں کو آکر کیا کرنا ہے۔

**اقول** - وہی کرنا ہے جو تورات کے بعد غیر تشریعی انبیاء بنی اسرائیل کرتے رہے۔ حالانکہ تورات بنی اسرائیل کے لئے اس وقت کامل ہدایت تھی حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں :-

"بعد تورات کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی۔۔۔۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے۔ کہ عادت اللہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اسکی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے۔" (شہادۃ القرآن ص۲۳)

**قولہ** - آنحضرت رحمۃ للعالمین ہیں۔ اب ہمیں کسی رحمت کی ضرورت نہیں۔

**اقول** - ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں اور جہان والوں کے لئے رحمت مانتے ہیں۔ حضور مومنوں، صدیقوں کے لئے رحمت ہیں نبیوں کے لئے بھی رحمت ہیں یعنی آپ کی رحمت سے ہی وہ بھی حصہ پاتے ہیں اگر اجرائے نبوت نہ مانا جائے تو حضور نبیوں کے لئے رحمت کیسے ثابت ہونگے۔ قرآن مجید نے تو نبوت کو نعمت قرار دیا ہے رحمت بنانا آپ کا ہی کام ہے۔ بنی اسرائیل میں موسیٰ رحمت تھا تو کیا اب دوسرے غیر تشریعی نبیوں کو بنی اسرائیل نہ مانیں یا کیا کم از کم رحمۃ للعالمین کے بعد کسی پیغمبر مثل موسیٰ و عیسیٰ کو ماننے کی ضرورت نہیں؟ اگر ہے تو امتی نبی کے ماننے سے انکار کس بنا پر۔

**قولہ** "وللعالمین بشیراً و نذیراً۔ آپ کل دنیا و زمانوں کے لئے بشیر و نذیر ہیں یہ صفات ثابت کرتی ہیں کہ آپ کا ہی سکہ نبوت اب تا قیامت جاری ہے"۔ ﴿نقل مطابق اصل﴾

**اقول** - درست ہے مگر سکہ نبوت کے جاری ہونے کا ثبوت کیا ہے۔ اگر اس سکہ کا اثر نہ ہو۔ بدیاں کا سکہ تو جاری ہے مگر شبے پسند چہ عجب؟ آپ کا سکہ نبوت جاری ہے اور ضرور جاری ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے :-

"بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جسکی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

**قولہ** "پھر ارشاد ہوتا ہے۔ آپ اللہ کا نور ہیں۔ اور نور بھی کیسا بحکم من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ فرمایا وہ نور مبارک ہے اور مبارک وہ ہوتا ہے جسکی برکت ختم نہ ہو۔ اور قیامت تک جاری رہے" ﴿نقل مطابق اصل﴾

**اقول** - آیت قرآنی پر جو ظلم آپنے پڑھنے اور لکھنے میں اور پھر مطلب بگاڑنے میں کیا ہے۔ اس کے متعلق کیا کہوں۔ لیکن ہمیں مسلم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہیں۔ اب فرمائیے۔ آپکی برکت کو کون جاری اور کون بند مانتا ہے۔ نبوت ایک برکت ہے ہم مانتے ہیں یہ برکت حضور کی اطاعت سے ملتی ہے اور تاقیامت جاری ہے اس لئے حضور مبارک ہیں آپکے معنوں کی رو سے تو حضور مبارک ہی نہیں رہتے ✤

**قولہ** "آپ منور سورج ہیں اب سورج کی موجودگی میں کسی اور روشنی کو ڈھونڈنا یا کسی چراغ کو جلانا سوائے ایسے لوگوں کے جن کے دماغ خراب ہو چکے ہوں اور کسی کا کام نہیں ہو سکتا"

**اقول** - سورج کے ساتھ چاند (امتی نبی) تو قانون قدرت میں موجود ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج منور ہونا ہی بتاتا ہے کہ ایسے نبی ہو سکتے ہیں جو کہیں ع اس سے نور سارا یہ فیض اسی ہے۔ ورنہ ستاروں اور سورج میں باعتبار فیض رسانی کے کیا فرق ہوگا۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ آپ لوگ جو منور سورج کی موجودگی میں مسیح موعود مہدی معہود مجدد مانتے ہیں۔ اور پھر "امیر قوم" ایسے چراغ کو جلانا چاہتے ہیں تو کیا یہ "درستی دماغ" کی باتیں ہیں۔ یا تو سب باتوں کو جواب دیدو یا پھر امکان نبوت بھی مانو۔ یاد رہے سورج غروب نہیں ہوتا۔ زمین گردش کھا جاتی ہے۔ ایسا ہی اب لوگ بگڑ گئے۔ اندھیر رات آگئی۔ اس لئے چاند کی ضرورت ہے۔ جو اسی سورج سے نور لیکر انہیں منور کرے اسی کو ہماری اصطلاح میں غیر تشریعی نبی اور امتی کہتے ہیں ✤

**قولہ** "حضرت اقدس کی تحریرات سے بھی نہ دکھا سکے کہ کہیں آپنے غیر تشریعی نبوت کا اجراء مانا ہوا ہے"۔

**اقول** - اس وقت حقیقۃ الوحی وغیرہ سے متعدد حوالجات دیئے گئے تھے مگر معلوم ہوتا ہے حافظہ نیا شدکا اثر ہے مجھے صرف ایک حوالہ پیش کیجئے

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے" (تجلیات الہیہ ص۲۵)

ڈاکٹر صاحب کی پہلی جوابی تقریر کے بعد "تین گھنٹہ تک مناظرہ رہا" مگر آپ بار بار پہلی عبارتیں پڑھ دیتے اور جب کہا جاتا۔ دوسرے مناظر کے جواب دو تو کھسیانے ہو کر کہنے والے کے پیچھے پڑ جاتے۔ باوجودیکہ آپ اس مضمون میں غیر احمدیوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ مگر غیر احمدی اصحاب نے انکی کمزوری کو دیکھ کر ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ہاں "محمودیوں" کو گالیاں دینے اور حضرت مسیح موعودؑ سے اعلان بیزاری کے باعث ایک مولوی محمد عبداللہ صاحب غیر احمدی نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے متعلق ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں "آخر کل مجمع نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ آپ ہماری مسجد میں آکر وعظ کیا کریں"۔ یہ شکریہ کس بات پر تھا۔ منشی محمد عبداللہ صاحب موصوف ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے حسب ذیل کلمات :-

"میں مرزا کو کچھ نہیں مانتا وہ صرف ایک پیر ہے اس نے ایک تبلیغی جماعت قائم کی ہے۔۔۔ جو مسلمان مرزا کو نہیں مانتا اور اس کو کافر کہتا ہے میں اسکو بھی مسلمان سمجھتا ہوں۔۔۔ یہ (مولوی محمد علی کی کتاب النبوت فی الاسلام) پوتھی ہے میرے لئے حجت نہیں اور میں مولوی محمد علی صاحب کا پیرو نہیں"

نقل کر کے لکھتا ہے :-

"اختتام پر منشی محمد عبداللہ صاحب میر منشی صدر انجمن اسلامیہ کوہ مری (جو خیر سے خود ہی راقم ہیں) نے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب کا ان کھری کھری باتوں کے اظہار پر شکریہ ادا کیا" (اخبار ریاست ۳ ستمبر ۲۵ء)

کیا اہل پیغام کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے یا ڈوب مرنے کا۔ تف ہے اس شکریہ پر جو اپنے پیشوا کی ہتک اور اپنے عقائد کو چھوڑ کر حاصل کیا جائے ہمیں اس غیور غیر مبایع کا بھی واقعہ یاد ہے۔ جو محض ڈاکٹر صاحب کی شان مسیح موعود میں توہین آمیز الفاظ کے باعث رات کو سو نہ سکا۔ بلکہ اس نے اسی اضطراب میں کھانا بھی نہ کھایا۔ اور علی الصبح ایک احمدی دوست سے ذکر کیا۔ مجھے خود معلوم ہے۔ کہ صبح ہم جس غیر مبایع سے پوچھنے کہ کیا تم وہی عقیدہ حضرت مسیح موعود کے متعلق رکھتے ہو۔ جو ڈاکٹر صاحب نے رات بیان کیا۔ تو وہ سرنگوں ہو کر کہتے نہ معلوم ڈاکٹر صاحب نے کن معنوں سے وہ الفاظ کہے تھے ✤

غرض یہ مباحثہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ خاتمہ پر ایک غیر احمدی تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ لوگوں میں شور پڑ گیا۔ بعض نے کہا۔ اس وقت اس تقریر کی کوئی ضرورت نہیں۔ مالک مکان نے لوگوں سے کہا۔ اب ہم مولود کرائیں گے (حالانکہ یہ سراسر غلط بات تھی) اس لئے دوسرے لوگ چلے جائیں جس پر ہم چلے آئے۔ افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی دیانتداری نے اجازت نہ دی۔ کہ وہ اس واقعہ کو تو جھوٹ کی گندگی سے پاک رکھتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ✤

### کھلا فرار

پہلے مناظرہ کا یہ اثر ہوا۔ کہ دوسرے مضمون پر مباحثہ کی ڈاکٹر صاحب

کو تاب ہی نہ رہی - رقعہ بھیجکر بلایا گیا - کہ دعوئے نبوت حضرت مسیح موعود کے مقررہ موضوع پر بحث کے لئے میدان میں آئیں - مگر آپ میں کچھ بھی سکت باقی نہ تھی - بلکہ رقعہ لے جانے والے آدمیوں سے بدسلوکی پر اُتر آئے - تعجب ہے - ڈاکٹر صاحب نے اہل پیغام کا "فرض" قرار دیا ہے - کہ مدعلے الاعلان ان بابیوں کو چیلنج دیں - کہ وُہ حضرت کی تحریرات سے دکھائیں - کہ کہاں انہوں نے نبی ہونے کا دعوے کیا ہے"۔

مگر ہمارے بار بار توجہ دلانے پر بھی آپ نے مہر خاموشی نہ توڑی دیگراں را نصیحت اسی کو کہتے ہیں - اہل پیغام یاد رکھیں - اگر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے اس نسخہ کو آزمانے کا قصد کیا - تو وُہ بہت بُری طرح ہمیشہ کے لئے "ہسپتال" کی چار دیواری کے مہمان ہو جائیں گے - اگر انہیں شوق ہو - تو اس بات کا چیلنج دے کر دیکھ لیں - ڈاکٹر صاحب نے بمشکل غیر احمدیوں کے سہارے سے تین گھنٹے پُورے کئے - اور اس مضمون کے آنے پر دم توڑ کر بیٹھ گئے - اور میدان میں نہ نکلے - مگر کمال ڈھٹائی سے ہمارے متعلق لکھتے ہیں :- "دم دبا کر چلے گئے"!

علاوہ ازیں ڈاکٹر صاحب کی گالیاں طویل فہرست چاہتی ہیں - اس لئے ان کو ترک کرتا ہوں :- خاکسار اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل

# "پیغام صلح" اور "الفضل" کے مقدمات کے متعلق فریقین کے وکلاء کی تحریریں

مکرمی خواجہ نذیر احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ملزمان - مقدمہ محمد یعقوب خان بنام غلام نبی و عبدالرحمٰن کی طرف سے حسب ذیل تحریر آپ کو بھیجتا ہوں :-

۷ - ستمبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ "الفضل" میں جو مضمون بعنوان "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین کا کچا چٹھا" کسی نامہ نگار کی طرف سے شائع ہوا ہے - اس میں جو امور مولوی محمد یعقوب خانصاحب مستغیث کے خلاف درج ہیں - ان کے متعلق ہمیں یقین دلایا گیا ہے - کہ وُہ درست نہیں ہیں - نیز ہمیں یقین دلایا گیا ہے - کہ مضمون مذکور میں مولوی محمد علی صاحب کی امانت و دیانت کے خلاف جو باتیں لکھی گئی ہیں - وُہ درست نہیں ہیں - اس لئے ہم انہیں واپس لیتے ہیں - ہمیں افسوس ہے - کہ مضمون مذکور میں ایسے امور شائع ہوئے - جن کے متعلق ہمیں یقین دلایا گیا ہے - کہ وُہ درست نہ تھے :-

آپ کو اجازت ہے - کہ اگر آپ چاہیں - تو اس تحریر کو "پیغام صلح" کے کسی قریب کے پرچہ میں شائع کرا دیں - یہ تحریر "الفضل" کی کسی قریب کی اشاعت میں شائع کر دی جائے گی - والسلام

خاکسار ظفر اللہ خان بیرسٹر ایٹ لا ء ایڈوکیٹ من جانب ملزمان

مقدمہ مندرجہ عنوان - ۶ - جولائی ۱۹۲۹ء

مکرمی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ملزمان مقدمہ غلام نبی بنام دوست محمد و انعام الحق کی طرف سے حسب ذیل تحریر آپ کو بھیجتا ہوں :-

۶ - فروری ۱۹۲۹ء کے پرچہ "پیغام صلح" لاہور میں جو مضمون مراسلات کے ماتحت بعنوان "صدائے امیر اور الفضل" کسی نامہ نگار کی طرف سے شائع ہوا تھا - اس کے متعلق ہمیں یقین دلایا گیا ہے - کہ اس میں جو امور منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل قادیان مستغیث کے خلاف بیان کئے گئے ہیں - وہ درست نہیں ہیں - لہذا ہم انہیں واپس لیتے ہیں ہمیں افسوس ہے - کہ اخبار "پیغام صلح" کے پرچہ مذکور میں ایک ایسا مضمون شائع ہوا - جس کے متعلق ہمیں یقین دلایا گیا ہے - کہ وُہ درست نہیں :-

آپ کو اجازت ہے - کہ اگر آپ چاہیں - تو اس تحریر کو "الفضل" کے کسی قریب کے پرچہ میں شائع کرا دیں - یہ تحریر "پیغام صلح" کی کسی قریب کی اشاعت میں شائع کر دی جائیگی

والسلام

خاکسار نذیر احمد - بیرسٹر ایٹ لا ء ایڈوکیٹ - من جانب ملزمان

مقدمہ مندرجہ عنوان لاہور مورخہ ۶ - جولائی ۱۹۲۹ء

## سندھ میں دہرم بھکشو کی تقریر پر عمل

گذشتہ سال دہرم بھکشو نے جس کا خمیر امن سوزی سے اٹھایا گیا ہے اپنی تقریروں میں آریہ نوجوانوں کو مسلمانوں اور گورنمنٹ کے مقابلہ کے لئے مختلف داؤ بتائے تھے - مثلاً تلوار چھری - لٹھ بازی - ناخنوں سے کھال نوچ لینا - دانتوں سے گوشت کاٹ کھانا - دہاڑا اور اغوا سے پریشان حال کر دینا وغیرہ وغیرہ - اُسی روز سے آریہ تیر گتکہ بازی - تلوار کا چلانا - کشتی لڑنا وغیرہ وغیرہ کرتب سیکھ رہے تھے - اب معلوم ہوا ہے - بعض سماجوں میں دانتوں سے گوشت کاٹ کھانے کی مشق بھی کی جا رہی ہے - چنانچہ سندھ کے اخباروں الوحید وغیرہ میں یہ تازہ واقعہ درج ہوا ہے - کہ حیدر آباد کی سماج کے مندر میں کسی پنجابی آریہ نے آریہ سماج حیدر آباد کے وائس پریذیڈنٹ صاحب کے مکان کی چابیاں اڑا لیں - اور مکان کے اندر گھس گیا - اتفاق سے وائس پریذیڈنٹ صاحب بھی آ نکلے - اور لگے آریہ کو دھمکانے - اس کے بعد نوبت یہاں تک پہونچی - کہ بوکس نگ (مکا مارنا) کی مشق چند منٹوں تک ہوتی رہی - لیکن دونوں مشاق برابر رہے - آخر پنجابی آریہ صاحب نے "دہرم بھکشو داؤ" سے مدمقابل پر وار کیا - اور اُس کی ناک کا اگلا حصہ نتھنوں سمیت اپنے دانتوں سے ایسا صاف کیا - کہ دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا - اُسی وقت پولیس نے آکر اپنی مشق شروع کر دی - اور آریہ مِتر سرکاری مہمان بن گئے - آریوں کو اپنے بھائی کی یہ زور آزمائی مبارک ہو :-

کیا تمام آریہ دوست اپنے اپنے شہر میں (پنڈت دہرم بھکشو کی تلقین کے مطابق) ناک کاٹنے وغیرہ کی مشق آپس میں خاص اہتمام سے شروع کر دیں گے - محمد حسین خان از آدم شاہ

## شکریہ

مکرمی جناب غلام مجتبیٰ صاحب جیف جیل وارڈر ہانگ کانگ نے نور ہاسپٹل کو بعض ادویہ اور از راہ عنایت فرستادہ ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - اور دوسرے طبابت پیشہ احباب کو نور ہاسپٹل کی امداد کی طرف توجہ دلاتے ہیں :- خاکسار حشمت اللہ افسر نور ہاسپٹل قادیان

# فلسطین کے فتنۂ ہائلہ کی مختصر کیفیت



(الفضل کے خاص نامہ نگار مقیم حیفا کے قلم سے)

قدس میں مسجد اقصےٰ کی غربی دیوار کے متعلق جسے مسلمان براق کے نام اور یہود مبکیٰ (رونے کی جگہ) کے اسم سے نامزد کرتے ہیں۔ فریقین میں گذشتہ سال سے تنازع چلا آتا تھا۔ مسلمان تو اُسے ایک خالص اسلامی اثر (یادگار) سمجھتے ہیں۔ اور یہود اپنی قدیم روایات کی بناء پر اُسے ہیکل سلیمانؑ کا باقیماندہ حصہ سمجھ کر ایک نہایت عظیم الشان قیمتی اثر خیال کرتے ہیں۔ مذہبی لوگوں کے دلوں میں تو اس کی عظمت و احترام کا ہونا ایک یقینی امر ہے۔ لیکن منکرین آزاد خیال اُسے پروپیگنڈا کا آلہ بنا کر یہود کو داؤد و سلیمانؑ کا خوشکن عہد یاد دلا کر انہیں فلسطین کی طرف ہجرت کا شوق دلاتے ہیں۔ اب چونکہ یہود اپنے آپ کو اپنے آباء و اجداد کی زمین میں متوطن خیال کرنے لگے ہیں۔ اس لئے وہ اس دیوار کو ایک مقدس خالص یہودی اثر خیال کر کے اس پر قبضہ جمانے کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ دوسری طرف مسلمان بھی بنظر عمیق ان کی حرکات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی یہود نے اس پر کوئی سامان رکھا یا چراغ لٹکایا۔ تو مسلمانوں نے اُسے گرا دیا۔ اور اس طرح تمام سال وقتاً فوقتاً جھگڑا تازہ ہوتا رہا۔ فریقین نے احتجاجات اور مظاہرات کئے۔ گذشتہ مہینوں میں فریقین نے بیت المقدس میں پے در پے متعدد مظاہرات کئے اور المجلس الاسلامی الاعلیٰ نے بھی حکومت فلسطین اور وزارت المستعمرات اور جمعیۃ الامم کے پاس کئی احتجاجات بھیجے جن کے جواب میں حکومت فلسطین اور وزارت نے کافی غور کے بعد یہ قرار دیا کہ جب تک اس کے متعلق کسی قطعی فیصلہ کا وقت نہ آئے۔ اس وقت تک پہلا طریق ہی جاری رہے۔ مگر یہ فیصلہ فریقین کے لئے باعث اطمینان نہ ہوا۔ اور خلاف و شقاق روز بروز زیادہ ہوتا گیا۔ جو آخر ایک عام جنگ کی صورت اختیار کر کے سینکڑوں جانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا باعث ہوا۔ اور سینکڑوں مجروح ہو کر ہسپتالوں کے مہمان بنے۔

## فساد کی اصل وجہ

فلسطین کے حالات کو بنظر عمیق مطالعہ کرنے والے پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا۔ کہ اس فتنۂ ہائلہ کا اصل باعث براق کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اُسے بظاہر ایک سبب بنا لیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقی سبب فلسطین کو قومی وطن بنانے کا ہے۔ عرب جو اپنے آپ کو فلسطینی کہتے اور حقیقی صاحب وطن ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر یہود خیال کرتے ہیں کہ دو ہزار سال کا عرصہ ہوا۔ یہ وطن ہمارا تھا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس حریت کے زمانہ میں پھر اُسے ہمارا قومی وطن قرار دیا جائے۔ اور آخر کار پھر ارض فلسطین قوم یہود کی قرارگاہ ہو جس میں کہ اُس نے پہلے پرورش پائی اور اوج ترقی پر پہنچی تھی مگر حوادث دہر کی گردش میں آکر اسے اطراف عالم میں حیران و سرگردان پھرنا پڑا۔ نیز ان کا خیال ہے۔ کہ ان کی روایات قدیمہ اور تاریخ اس طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کہ یہود پھر ارض اسرائیل کی طرف لوٹ آئیں گے۔

## یہود پر حکومت برطانیہ کی عنایت

چنانچہ اس قومیت کے فکر کو حیز فعل میں لانے کے لئے گذشتہ صدی میں حبیب یہود ہرتسل نے پروپیگنڈا شروع کیا۔ اور حرب کبریٰ کا موقعہ غنیمت جان کر یہود علفائے کی طرف سے ہو کر لڑے۔ اور نہایت گرانقدر مالی رقوم سے ان کی امداد کی۔ جب انگریزوں نے فلسطین فتح کیا۔ تو ذی اثر اور ذی نفوذ یہود نے گورنمنٹ برطانیہ کو اس امر پر راضی کر لیا۔ کہ فلسطین کو یہود اپنا قومی وطن بنا لیں۔ اور وزیر خارجہ برطانیہ نے جو اس وقت لارڈ بلفور تھے۔ ۲۔ نومبر ۱۹۱۷ء کو اس امر کی تصریح حکومت برطانیہ کی طرف سے روتشیلڈ رئیس الاتحاد الصہیونی کو پہونچا دی۔ کہ حکومت برطانیہ یہود کے فلسطین کو اپنا قومی وطن بنانے کی طرف بنظر رعایت دیکھتی ہے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ مقدور بھر ان کے لئے آسانیاں بہم پہونچانے کی کوشش کرے گی۔ اسی تصریح کے ساتھ فرانس اور امریکہ نے بھی موافقت کا اظہار کر دیا۔ اور جمعیۃ الامم نے انتداب کے میثاق میں بھی اس امر کی تصریح کر دی

## یہود کا فلسطین پر قبضہ

اس پر یہود نے فلسطین کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دی۔ اور گذشتہ دس سال میں انہوں نے نہایت عزم و نشاط سے اپنی تمنائے قلبی کو پورا کرنے کی سعی بلیغ کی چنانچہ اس وقت فلسطین میں تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار یہودی آباد ہیں۔ جن میں سے اسی ہزار تو فقط قدس میں ہیں۔ انہوں نے فلسطین کی بہت سی زمینیں خرید لی ہیں۔ اور طرق جدیدہ سے زراعت کرتے ہیں۔ نیز ان کی مالی کمپنیاں اور صناعتی فیکٹریاں ہیں۔ اور یافا کے پڑوس میں انہوں نے ایک تل ابیب نامی شہر آباد کیا ہے۔ جو شرق ادنیٰ میں سمندر کے کنارے آباد شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور اقتصادی لحاظ سے نہایت اہم مرکز ہے۔ اس میں تقریباً چالیس ہزار یہودی آباد ہیں۔ عبرانی زبان کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے ایک عبرانی یونیورسٹی بھی ہے۔ اور عبرانی زبان میں ان کے اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ فلسطین کی یہی زبان ہو۔ اور اسی میں معاملات اور گفتگو ہوا کرے ان کے بہت سے مدارس اور مستشفیات بھی ہیں۔

## مسلمانوں کے لئے دوہری مشکلات

پس جب عربوں نے ان کی اس رفتار ترقی اور قوت کو دیکھا۔ تو انہیں فکر دامنگیر ہوئی۔ کیونکہ جو قوم صدیوں سے حکمران رہی ہو۔ اس کے لئے یہ ناقابل برداشت بات ہے۔ کہ ایک ایسی قوم جو ہزاروں سال سے غلامی کی حالت میں رہی ہو۔ اس کے اوپر قوت حاکمہ قرار دیجائے۔ لیکن اہالی فلسطین کو اس سیلاب کے روکنے کے لئے دوہری مشکل درپیش ہے۔ ایک تو حکومت منتدبہ کا مقابلہ جس کی اجازت سے یہود کے لئے باب ہجرت وا کیا گیا۔ دوسری طرف اس ہجرت یہود کے تند سیلاب کا مقابلہ جس نے اقتصادی لحاظ سے عربوں کی حالت نہایت خطرناک کر دی ہے۔ اس وقت عربوں کی اقتصادی حالت کی مثال یہود کی اقتصادی حالت کے مقابلہ میں بعینہ ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی اقتصادی حالت کی سی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ ایک اور وجہ یہ بھی ہے۔ کہ یہود یورپین ہیں۔ جو تعلیم یافتہ اور ہر چیز سے فائدہ اٹھانا جانتے ہیں۔ اور عرب ابھی تک جہالت کی کھال میں مست ہیں۔ مسلمانوں کی حالت تقریباً ہر جگہ قابل رحم ہے۔ ایک دن ہم وادی اسیاح سے حیفا آ رہے تھے۔ اور برادرم محمد اسلم صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے جب قیدیوں کے کام کرنے کی جگہ پر پہونچے تو دیکھا۔ کہ سینکڑوں مسلمان ایک تنگ کا پھٹا پرانا لباس پہنے مٹی اٹھا رہے ہیں۔ اس وقت ان کی حالت دیکھ کر میرے سامنے فرعون کے وقت بنی اسرائیل کی حالت کا نقشہ آگیا۔ اور مجھے ایسا دکھائی دیا۔ کہ گویا یہ وہی زمانہ ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل اس وقت ذلت کی حالت میں تھے جیسے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت ہی قابل رحم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک نور بھیجا۔ ہاں ان کو اس عذاب الیم سے نجات دلانے والا مبعوث کیا۔ مگر افسوس کہ وہ انکار پر اڑ گئے سو تفرقہ یہ سبب ہے جس کی وجہ سے یہ فساد ایک خوفناک صورت میں ظہور پذیر ہوا۔

## مختصر کیفیت فساد

پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ کہ فریقین نے مظاہرات کئے۔ انہیں مظاہرات کے دوران میں بعض مقامات پر یہود اور مسلمانوں کا آپس میں تصادم ہو گیا۔ اور ایک دو قتل کی وارداتیں بھی ہو گئیں۔ پھر یہ فتنہ قدس سے نکلکر تمام انحاء فلسطین میں بسرعت برق پھیل گیا۔ میں اس وقت صرف حیفا کے واقعات ذکر کرنے پر کفایت کرونگا۔ اگرچہ بعض دیگر مقامات پر اس سے بھی زیادہ بُری حالت ہوئی۔

## حیفا کی حالت

۲۱ اگست کی شام کو نادی جمعیۃ الشبان المسلمین میں حیفا میں لیکچر دئے گئے اور جہاد کے نام پر مسلمانوں کو ابھارا گیا۔ ۲۲ کی صبح کو افواہیں پھیل گئیں۔ اگرچہ اکثر جھوٹی تھیں۔ کہ یافا میں مسلمانوں اور یہود کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ اور ۲۰-۲۶ کے قریب فریقین کے اشخاص قتل ہوئے۔ اور بہت سے زخمی۔ اور قدس میں بھی بہت سی اموات ہوئی ہیں۔ ۲۳ کی شام کو حیفا میں صورت حال نازک ہو گئی۔ فریقین ایک دوسرے پر غضب بھری نگاہیں ڈال رہے تھے۔ ۲۴ تاریخ کو تین چار قتل کی وارداتیں ہو گئیں۔ شام کو انگریزی فوج آگئی۔ اور چھ بجے شام سے صبح ۵ بجے تک مارشل لاء کا اعلان ہو گیا۔ مگر رات کو طرفین کی بہت سی اموات ہوئیں ۲۵-۲۶-۲۷ کو یہی حالت رہی قتل و غارت بدستور جاری رہی اور ان ایام میں بازار بالکل بند رہے۔ ڈر کے مارے کوئی اپنے گھر سے باہر نہ نکلتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کوئی یہاں رہتا ہی نہیں۔ سُنا ہے۔ بعض بھوک کی شدت سے بھی اموات ہوئی ہیں۔ تین اگست تک ہسپتالوں کی خبر کے مطابق مسلمانوں سے ۸۷ اور مسیحیوں سے ۴ اور یہود سے ۱۱۹ قتل ہوئے۔ اور ۲۰۸ مسلمان اور ۳۲ مسیحی اور ۳۴۴ یہود زخمی ہوئے۔ مگر یقینی بات ہے۔ کہ یہ اندازہ غلط ہے۔ اموات اور زخمیوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ انہی ایام میں دمشق والوں نے بھی احتجاجی طور پر ہڑتال کر رکھی تھی۔ اور مظاہرات کئے۔ اللہ تعالیٰ کا نہایت فضل ہوا جو میں اپنا پہلا مکان تبدیل کر چکا تھا۔ کیونکہ زیادہ تر لڑائی اسی محلہ میں ہوئی۔ اور بعض لوگ جنکو میری تبدیلیٔ مکان کا علم نہ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ میں وہیں ہوں۔ اس مکان تک حملہ آور ہوئے۔ ۲۸ کی صبح کو زیادہ سخت احکام جاری کئے گئے۔ لڑائی تو رک گئی۔ مگر دوکانیں اس روز بھی نہ کھلیں۔ آخر آہستہ آہستہ دوسرے تیسرے دن جاکر بازاروں میں آمد و رفت شروع ہوئی۔ بہت سے لوگوں کو اس فساد کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے جنہیں فوجی محکمہ کے ذریعہ سزائیں دیجا رہی ہیں۔ بعض کو پھانسی کی بعض کو کم و بیش قید کی یہود میں سے بھی گرفتاریاں ہوئیں۔ اس لئے کہ ان کے پاس اسلحہ پکڑے گئے

## دیگر مقامات کے حالات

۲۳ تاریخ کو بیرہ گاؤں سے بہت سے اشخاص حیفا کے پاس قریہ کالیم پر (جو مستعمرات یہود سے ہے) حملہ کرنے کے لئے آئے۔ مگر ہوائی جہاز کے ذریعہ ان پر گولیاں برسا کر انہیں واپس لوٹا دیا گیا۔ ان میں سے ایک قتل اور چار پانچ زخمی ہوئے۔ بعد میں پچاس اشخاص کو ان میں سے گرفتار کیا گیا۔ اسی طرح ۲۹۔ اگست کو کالونیا ضلع قدس کے ستر آدمی یہودیوں کی مستعمرہ بستی موتزا پر ہجوم کرنے کی وجہ سے گرفتار کئے گئے جو یہود دیہات یا علیحدہ بڑے شہروں سے دور مقامات پر آباد تھے۔ ان کی نہایت بُری حالت ہوئی۔ صفد کی طرف بھی بہت فساد ہوا۔ یکم ستمبر کو بعض انگریزی فوج کے سپاہی مردہ اور زخمی لائے گئے۔ اور اسی صبح کو رستہ میں چار پانچ مقتولوں کی لاشیں بھی پائی گئیں۔ وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ منظم طور پر مقابلہ ہوا ہے۔ اور بدوی بھی شامل ہوئے ہیں فریقین اب خفیہ طور پر مقابلہ کے لئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اگر عرب اس بائیکاٹ پر قائم رہے۔ تو انہیں اقتصادی لحاظ سے اچھا فائدہ ہونے کی امید ہے۔

**یہود اور مسلمانوں کے کشیدہ تعلقات**

... اور اشاعت اسلام کے رستہ میں جو جو رکاوٹیں اور عوائق اور موانع ہیں۔ انہیں دور فرمائے۔ آمین ۔ خاکسار:- جلال الدین شمس احمدی از حیفا۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۹ء

HUSAN-I-USAF SOAP

فرانس کے ایک ڈاکٹر کی حیرت انگیز شہرہ آفاق مجرب اور مشہور ایجاد

# حسن یوسف

چہرے کے بدنما داغوں کو دور کر کے گورے اور خوبصورت ہونے کی شرطیہ لاثانی دوا

یورپ کی تحقیقاتی دوائی بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے جس سے ہر سیاہ فام اور سانولا انسان چند دنوں میں یوسف ثانی بن جائے گا اسی لئے میرا پرزور دعویٰ ہے کہ میری دوائی حسن یوسف ... صورت بدل جائیگی

جس کے صرف چند روز بلاناغہ مل کر نہانے سے کالا اور کملایا ہوا بدنما کرخت چہرہ اور جسم مخمل کی مانند ملائم اور گلاب کے پھول کی طرح خوبصورت اور سرخ ہو جاتا ہے جس کا ہر ایک قطرہ چیچک وغیرہ کے بدنما سیاہ داغوں کی تشبیہ ... بن ... کسی قسم کے چیچک کا داغ ریگا نہ چھائی نہ کیل ہونگے نہ کانٹے جھریاں دور ہو جائینگی ... کا فوراً چہرہ کا رنگ سولہ برس کی حسین کے برابر پیارا معلوم ہوگا ... خوشبو اس قدر اعلیٰ ... استعمال کے لائق ... کرجب تک دوبارہ غسل کیا جائے دماغ معطر رہے۔ پسینہ کی بدبو ... کھال کے گل ... پھوڑے پھنسی کھال کا اتر جانا۔ داد۔ پیر کا پھٹنا۔ خارش کو از حد مفید ہے۔ عطر اور پوڈروں کا شوقین ... باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف فی شیشی دو روپیہ تین شیشی پانچ روپے ... آزمائش شرط ہے

| قیمت صرف فی بکس (ایک روپیہ آٹھ آنہ) | حسن یوسف سوپ | مرد و خورشید سے منہ دھونے کو حسن و خوبصورتی کا صابن |
| --- | --- | --- |
| قیمت صرف فی شیشی ایک روپیہ (عہ) | حسن یوسف ہیئر آئل | بیگمات اور رانیوں کے لئے حسن و خوبصورتی کا مخزن دائمی شباب کا ضامن |

لو آج پیش کش ہے یہ بھیا کام کی | حاجت نہ استرے کی نہ منت حجام کی

## بال عمر بھر نہیں اگتے شرطیہ

یہ ایک قسم کا روغن ہے۔ جو بالوں کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے لطف یہ کہ بے ضرر ہے جس کو دیکھ کر انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور اس بے نظیر جوہر کو صرف تین چار مرتبہ استعمال کرنے سے بغیر کسی تکلیف کے نازک سے نازک جگہ کے بال اگنے ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں اور پھر تا زندگی دوبارہ بال اس جگہ نہیں اگتے بلکہ جسم نہایت عمدہ ریشم کی طرح نرم ملائم اور گلاب کے پھول کی مانند خوبصورت ہو جاتی ہے غرضیکہ نہایت اعلیٰ اور ... بلا تکلیف بال دور کرنے کی اعلیٰ آزمودہ اور شرطیہ لاثانی دوا ہے ... استعمال سے معلوم ہوگی صرف ایک دفعہ آزمائش شرط ہے

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ آٹھ آنہ

ملنے کا پتہ: ہیڈ آفس حسن یوسف ... لاہور

... مجید محمد ... لوہاری منڈی لاہور

مکمل سائیکل ہرکولیس مفت

کرسٹی لنڈن کیپ مفت

حاصل کرنا چاہتے ہیں تو

## فلورنس گارڈن بوکیٹ (رجسٹرڈ) خریدیئے

جس کی دلفریب بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو فرحت بخشتی ہے اور جو حقیقی معنوں میں دنیا جہان کے عطریات و سینٹوں کا بادشاہ ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ آنہ تین شیشی پارسل کے ہمراہ ہم پانچ آرڈر فارم معہ رسید کوپن ۲ آنہ فی آرڈر بابت ایڈوانس (پیشگی) ارسال کرتے ہیں پانچ آرڈر لیکر کارخانہ کو ارسال کریں اور خود ۱۰ آنے ایڈوانس کے وصول کر کے اپنے پاس رکھ لیں جو ہم آپ کو بطور کمیشن کے دیتے ہیں اور بوسکی ریشم کریپ ۳ گز انعام میں حاصل کریں۔ ۲۵ آرڈر سپلائی کر کے پانچ روپیہ کمیشن اور کرسٹی لنڈن کیپ انعام میں حاصل کریں۔ اور ۵۰ آرڈر سپلائی کر کے ۵ روپیہ کمیشن اور سائیکل مکمل انعام میں حاصل کریں۔ فلورنس گارڈن بوکیٹ کا خریدار پچاس تک آرڈر فارم مفت طلب کر سکتا ہے

(نوٹ) آپ جتنا جلد آرڈر دیں گے اتنا ہی زیادہ فائدہ میں رہیں گے دیر ہرگز نہ کریں بلکہ آج ہی آرڈر آنے پر محصولڈاک معاف

المشتہر پروپرائیٹر دی ایشیاٹک پرفیومری ہاؤس رجسٹرڈ

بازار بلوریانہ - فیروز پور شہر



## ایک باموقعہ زمین فروخت ہوتی ہے

قادیان کی نئی آبادی محلہ دارالرحمت میں پرانی آبادی سے قریب تر احمدیہ سٹور کے عقب میں بر سر چوک ایک قطعہ اراضی تعدادی پندرہ مرلے قابل فروخت ہے۔ یہ اراضی ایک صاحب نے بڑی خواہش سے اپنے لئے پسند کر کے چالیس روپے (۴۰ روپے) فی مرلہ کے حساب سے لی تھی۔ مگر اب بوجہ حالات کی مجبوری کے وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں اور گو اب قادیان میں زمین کی قیمت زیادہ ہو گئی ہے مگر بوجہ اس کے کہ ان کو روپے کی جلد ضرورت ہے۔ وہ اصل زر خرید پر ہی اسے فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔ جو اہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان)

## پہلا قطعہ زمین ۱/۲ ۱ کنال فروخت ہو گیا

اب قادیان ریلوے یارڈ سے متصل سٹیشن کی عمارت سے قریباً ۱۲۰ کرم کے فاصلہ پر ایک اور ٹکڑا زمین کا ۹۔۸ کنال کا ہوگا وہ فروخت ہوتا ہے۔ قیمت فی کنال ۱۸۰ روپیہ اور تمام زمین یکمشت لو تو ۱۶۰ روپے فی کنال

ج۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان

ضرورت ہے: ہیں مڈل و انٹرنس پاس کی جو ٹیلیگراف و اسٹیشن ماسٹری کا کام سیکھ کر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں مفصل حالات دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔ المشتہر: امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

# نارتھ ویسٹرن ریلوے

## نوٹس



۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء سے کو مندرجہ ذیل پسنجر گاڑیاں بند کردی جائیں گی:۔

۱۔ نمبر ۵ ڈاؤن لاہور سے پٹھان کوٹ تک
۲۔ نمبر ۴۷ اپ پٹھانکوٹ سے امرتسر تک
۳۔ نمبر ۸۲ ڈاؤن لاہور سے امرتسر تک۔
۴۔ نمبر ۹۰ " " " "
۵۔ نمبر ۶۵ " " " "
۶۔ نمبر ۸۹ اپ امرتسر سے لاہور تک
۷۔ نمبر ۱۵ " " " "
۸۔ نمبر ۷۹ " " " "
۹۔ نمبر ۹۹ " " " "
۱۰۔ نمبر ۶۶ ڈاؤن نارووال سے وزیرآباد تک
۱۱۔ نمبر ۲۷ اپ وزیرآباد سے لالہ موسےٰ تک
۱۲۔ نمبر ۸۴ ڈاؤن۔ نمبر ۸۹ اپ۔ لالہ موسیٰ سے نارووال تک

اسی تاریخ سے مندرجہ ذیل پسنجر گاڑیوں کے اوقات میں حسب ذیل تبدیلی کردی جائے گی:

### لاہور اور امرتسر کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۱۸ ڈاؤن پسنجر | نمبر ۸۴ پسنجر | نمبر ۶ ڈیرہ دون پسنجر |
|---|---|---|---|---|
| لاہور | آمد | ۰-۰ | ۰-۰ | ۰-۰ |
| | روانگی | ۷-۴۵ | ۹-۰ | ۱۷-۴۵ |
| امرتسر | آمد | ۹-۱۴ | ۱۰-۵ | ۱۹-۱۱ |
| | روانگی | ۹-۲۴ | ۱۰-۱۵ | ۱۹-۲۱ |

### امرتسر اور لاہور کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۸۱ اپ پسنجر | نمبر ۱۷ پسنجر | نمبر ۴۱ پسنجر |
|---|---|---|---|---|
| امرتسر | آمد | ۰-۰ | ۱۴-۱۸ | ۱۸-۵ |
| | روانگی | ۸-۲۱ | ۱۴-۲۳ | ۱۸-۱۵ |
| لاہور | آمد | ۹-۴۵ | ۱۶-۱۰ | ۱۹-۳۲ |
| | روانگی | ۰-۰ | ۱۶-۳۵ | ۰-۰ |

نوٹ:۔ نمبر ۱۸ ڈاؤن۔ نمبر ۶ ڈاؤن اور ۱۷ اپ۔ اور ۸۱ اپ تمام سٹیشنوں پر لاہور اور امرتسر کے درمیان ٹھیرا کریں گی۔ نمبر ۸۴ ڈاؤن اٹاری پر اور نمبر ۴۱ اپ خاصہ۔ اٹاری اور جلو ٹھیرا کرے گی۔

### جموں اور وزیرآباد کے درمیان

| نمبر ۲۴ ڈاؤن | نام اسٹیشن | نمبر ۲۵ اپ |
|---|---|---|
| ۱۹-۱۰ | روانگی جموں (توی) آمد | ۲۱-۴۵ |
| ۲۱-۲ | آمد سیالکوٹ روانگی | ۲۰-۲۳ |
| ۲۱-۱۵ | روانگی سیالکوٹ آمد | ۲۰-۸ |
| ۲۲-۲۰ | آمد وزیرآباد روانگی | وزیرآباد سے |

### نارووال اور امرتسر کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۸۹ اپ |
|---|---|---|
| نارووال | روانگی | ۶-۲۰ |
| امرتسر | آمد | ۹-۱۴ |

### امرتسر اور قادیان مغلاں کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۱۰ ڈاؤن پسنجر | نمبر ۱۴ شٹل | نمبر ۸ شٹل |
|---|---|---|---|---|
| امرتسر | روانگی | ۵-۵ | ۰-۰ | ۰-۰ |
| بٹالہ | آمد | ۶-۱۶ | | |
| | روانگی | ۶-۲۴ | ۱۱-۴۰ | ۱۸-۲۵ |
| قادیان مغلاں | آمد | ۷-۰ | ۱۲-۳۰ | ۱۹-۵ |

### قادیان مغلاں اور امرتسر کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۹ اپ پسنجر | نمبر ۱۳ شٹل | نمبر ۷ شٹل |
|---|---|---|---|---|
| قادیان مغلاں | روانگی | ۷-۲۰ | ۱۵-۵۵ | ۱۹-۴۰ |
| بٹالہ | آمد | ۸-۰ | ۱۶-۳۱ | ۲۰-۱۶ |
| | روانگی | ۸-۹ | ۰-۰ | ۰-۰ |
| امرتسر | آمد | ۹-۳۰ | ۰-۰ | ۰-۰ |

### شملہ اور تارادیوی کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۲۴ ڈاؤن انٹر و تھرڈ کلاس پسنجر | نمبر ۸ انٹر و تھرڈ کلاس پسنجر |
|---|---|---|---|
| شملہ | روانگی | ۱۳-۰ | ۲۲-۳۳ |
| تارادیوی | آمد | ۱۳-۴۹ | ۲۳-۲۷ |
| | روانگی | ۱۳-۵۹ | ۲۳-۳۳ |

### تارادیوی اور شملہ کے درمیان

| نام اسٹیشن | | نمبر ۲۳ اپ انٹر و تھرڈ کلاس پسنجر | نمبر ۶۱ میل | نمبر ۷ پسنجر | نمبر ۶۳ انٹر و تھرڈ کلاس پسنجر |
|---|---|---|---|---|---|
| تارادیوی | آمد | ۷-۵۲ | ۱۲-۴ | ۱۳-۵ | ۲۲-۴۵ |
| | روانگی | ۸-۰ | ۱۲-۲۹ | ۱۳-۲۰ | ۲۲-۵۳ |
| شملہ | آمد | ۸-۳۰ | ۱۳-۲۳ | ۱۳-۵۸ | ۲۳-۳۶ |

درمیانی سٹیشنوں کے اوقات کے لئے متعلقہ اسٹیشن ماسٹروں سے دریافت کریں۔

ناکافی ٹریفک ہونے کے سبب اس ریلوے کے اسٹیشنوں سے نیچے کے اٹاری اسٹیشن تک۔ جی آئی۔ پی و این۔ بی۔ ایس و ایم۔ ایس۔ ایم اور ایس۔ آئی ریلوے بعینہٖ ایک بوگی کمپارٹمنٹ (اپر اینڈ سیکنڈ کلاس) اور ایک بوگی بریک لگیج اور تھرڈ منگور پشاور چھاؤنی ٹرمس جوکہ آج کل ۲۴ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ پشاور چھاؤنی اور لاہور کے درمیان اور ۱۰ ایکسپریس کے ساتھ لاہور اور دہلی کے درمیان نیچے کے سفر کی طرف اور ۳ اپ فرنٹیئر میل کے ساتھ دہلی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان اوپر کے سفر کے لئے چلتی ہیں۔ اس ریلوے پر پشاور چھاؤنی اور دہلی کے درمیان ۱۵ اکتوبر سے بند کردی جائینگی۔ اسی تاریخ سے (۱۵ اکتوبر ۲۹ء) تھرڈ کلاس مسافر علاوہ اپر کلاس مسافروں کے نوکروں کے دہلی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان ۳ اپ فرنٹیئر میل پر سفر نہ کرسکیں گے

حسب الحکم

سی۔ ایس۔ ایم۔ سی والٹن لفٹنٹ کرنل آر۔ ای صاحب بہادر چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور
مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۲۹ء

# ہندوستان کی خبریں!

—— شملہ۔ ۹ اکتوبر۔ جرنیل نادر خان کے عساکر نے کابل فتح کر لیا ہے۔

—— شملہ۔ ۹ اکتوبر۔ تمام سرحد میں یہ افواہ بڑے زور شور سے پھیل رہی ہے۔ کہ جرنیل نادر خان کی افواج نے کابل فتح کر لیا ہے چنانچہ وہاں سے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں سقوط کابل کی اطلاع برقی پیغامات کے ذریعے سے بھیجی گئی۔ حکومت ہند نے جرنیل نادر خان سے اس افواہ کی تصدیق کرانے کے لئے خاص طور پر برقی پیغام ارسال کیا جس کا یہ جواب موصول ہو گیا ہے۔ "میرے بھائی شاہ ولی خان نے کابل فتح کر لیا ہے۔ اور ہمارے لشکر شہر میں داخل ہو گئے ہیں"۔

—— شملہ۔ ۹ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ خوشی میں بچہ سقہ کی فوج نے نادر خانی عساکر کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس لئے جرنیل موصوف کی افواج آگے بڑھتی گئیں۔ یہاں تک کہ بغیر کسی قسم کی مزاحمت کے کابل پہنچ گئیں۔ شہر کے قریب سخت خونریز جنگ ہوئی۔ بچہ سقہ کے بڑے پرجوش مجاہدین کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور یکشنبہ کی صبح کو نادر خانی عساکر مظفر و منصور کابل میں داخل ہو گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بچہ سقہ کے سپاہیوں میں افتراق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ خبر بھی صحیح ہے۔ کہ جرنیل شاہ محمود نے گردیز پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اور بچہ سقہ کے تمام حامیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

—— شملہ۔ ۹ اکتوبر۔ بچہ سقہ کا کوئی پتہ نہیں۔ کہ کہاں ہے۔ کابل میں کوئی شخص نہیں جانتا۔ کہ وہ کہاں گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے قتل کی افواہ صحیح ہے۔ چار روز ہوئے۔ بچہ سقہ کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ اس خبر سے بھی تسخیر کابل کی خبر کی تصدیق ہوتی ہے۔

—— لاہور۔ ۹ اکتوبر۔ جنرل نادر خان کی افواج کے کابل فتح کر لینے کی خبر جب لاہور پہنچی۔ تو جملہ روزانہ اخبارات نے ضمیمے شائع کئے جب ضمیمے لاہور کے بازاروں میں پہنچے۔ تو لوگوں نے زبردست خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مزید تصدیق کے لئے اضطراب کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔

—— اٹلی سے واپس آنے والے افغانی ہوا بازوں نے اخبارات میں حسب ذیل اعلان شائع کرایا ہے۔ ہم چند افغان جو کہ اٹلی سے آئے تھے۔ سرحد میں انقلاب برپا ہونے کی وجہ سے عبد الغفار صاحب کے پاس اتمان زئی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ سردی کا موسم آ رہا ہے۔ اور ہمارے پاس سامان بھی نہیں۔ ہمارے ساتھ ایک ہندو سیٹھ (سیٹھ جمنا لال بجاج) نے پانچسو روپے کی رقم مرحمت کی تھی۔ جو مجلس خلافت پشاور نے ہمیں نہیں دی۔ اسے چاہئے۔ کہ فوراً ہمارے لئے سردی کے سامان کا بندوبست کرے۔

—— دہلی۔ ۷ اکتوبر۔ حکومت ہند نے ۲۰ ہزار کی آخری قسط بھی ادا کر دی۔ گویا اپنی طرف سے ۶۰ ہزار روپیہ علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن [illegible] انٹرمیڈیٹ زنانہ کالج کی تعمیر کیلئے دیدیا۔ منتظمان کالج کی طرف سے کچھ زمانہ ہوا۔ ایک اپیل ۰۰۰ ۲۰ روپیہ کی فراہمی کے لئے شائع کی گئی تھی۔ جس میں انہیں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

—— میرٹھ۔ ۱۰ اکتوبر۔ پولیس سپرنٹنڈنٹ نے دفعہ ۴۴ پولیس ایکٹ

کے ماتحت جو حکم نافذ کیا تھا۔ اسے واپس لے لیا ہے۔ اس امتناعی حکم کی رو سے گارڈن ہاؤس سے نصف نصف میل تک پانچ سے زائد اشخاص کے مجمع کی مخالفت کی گئی تھی۔ سول نافرمانی کی تحقیقاتی کمیٹی نے جس کے اجلاس ۱۰ اکتوبر کو منعقد ہونے تھے۔ اپنا اجلاس غیر معینہ عرصہ تک ملتوی کر دیا ہے۔

—— لاہور۔ ۸ اکتوبر۔ پنجاب یونیورسٹی کا کانووکیشن ۲۱-۲۰ دسمبر کو بروز اتوار اور پیر منعقد ہوگا۔ سر سید سلطان احمد وائس چانسلر پٹنہ یونیورسٹی کانووکیشن میں تقریر کرینگے۔

—— لاہور۔ ۱۰ اکتوبر۔ جوگندر نگر اور آہجو ریلوے سٹیشنوں کے درمیان آج کانگڑہ ریلوے لائن پر ایک انجن اور ۲ ڈبے پٹڑی سے اتر گئے ایک فائرمین ہلاک اور دوسرا لاپتہ ہے۔ ڈرائیور بھی سخت زخمی ہوا ہے۔ ۲ مسافر بھی سخت زخمی ہوئے ہیں۔

—— مس میو کی مشہور کتاب کے جواب میں مسٹر گابا کی تصنیف "انکل سام" کا داخلہ امریکہ میں بند کر دیا گیا۔

—— خان بہادر چودہری شہاب الدین صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی۔ ایڈووکیٹ و پریذیڈنٹ پنجاب کونسل نے مولانا حالی مرحوم کی شہرہ آفاق مسدس کا ترجمہ پنجابی میں کیا ہے۔

—— فیروزپور۔ ۷ اکتوبر۔ تحصیل فیروزپور کے بعض دیہاتیوں نے سن کے ریشے نکالنے کے لئے ایک قدیم ویران کنوئیں کا پانی استعمال کیا کیمیائی عمل سے کنوئیں میں دھواں سا ہو گیا۔ اور پانی نے تیزاب کی صورت اختیار کر لی۔ جب ایک آدمی سن کے پودے کا ایک گٹھا نکالنے کے لئے کنوئیں میں اترا۔ تو وہ چلا اٹھا۔ کہ میرا جسم جل رہا ہے۔ دوسرے آدمی اسے بچانے کے لئے کنوئیں میں اترے اور اس طرح چھ آدمی ہلاک ہو گئے۔ اور ساتویں آدمی کے جسم میں جہاں جہاں کنوئیں کا پانی لگا۔ آبلے پڑ گئے۔ پھر کسی شخص کو ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور تیرتی ہوئی لاشیں کسی اور تدبیر سے نکال لی گئیں۔

---

—— تیرانہ۔ ۹ اکتوبر۔ شاہ احمد زوغو کا یوم پیدائش البانیہ کے طول و عرض میں منایا گیا۔ جو مسلمان عورتیں ان تقریبوں میں شامل ہوئیں انہوں نے احمد زوغو کی رائج کردہ اصلاحات کے مطابق برقعے اتار دیئے۔ اور بے نقاب ہو کر مراسم اور مشاغل میں حصہ لیتی رہیں۔

—— لندن۔ ۷ اکتوبر۔ رجسٹرار جنرل کی شادی کے اعداد و شمار کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس سال بہت سی شادیاں ایسی ہوئیں کہ جن میں عورتوں کی عمر مردوں سے بہت زیادہ تھی۔ بہت سے نوجوانوں نے جن کی عمر ابھی بیس سال کے قریب تھی۔ پچاس سال سے زیادہ عمر کی عورتوں سے شادیاں کیں۔

—— لندن۔ ۸ اکتوبر۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ دفتر ہند اس امر سے قطعاً آگاہ نہیں۔ کہ مسٹر ویجوڈ بین ہندوستان جائینگے۔ یہ امر کوئی تعجب انگیز نہیں۔ کہ لارڈ اردن مراجعت ہند کے بعد اپنی تقریروں میں حکومت کی حکمت عملی کا اظہار کر دیں۔

—— لندن۔ ۷ اکتوبر۔ متعدد اضلاع سے خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ گذشتہ ہفتے میں ملک کے ایک بہت بڑے حصے میں طوفان باد نے تباہی پھیلا دی کئی مقامات پر ٹیلیفون کے تار ٹوٹ گئے۔ طوفان کیساتھ [illegible] ہوئی۔

# ممالک غیر کی خبریں!



—— پیرس۔ ۳ اکتوبر۔ روسی سفارت خانہ پیرس کے پہلے سفیر ایم بسیڈووسکی نے جس کی گرفتاری کے لئے کل روس کی خفیہ پولیس نے ناکام کوشش کی تھی۔ اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس کے دوران میں وہ لکھتا ہے۔ بے شک میں نے سوویٹ کو اطلاعات بھیجتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ سوویٹ کی موجودہ حکمت عملی روس کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اگر میں نے اپنی زندگی برباد کر لی ہے۔ تو کیا ہے۔ میں نے ایک مفید تجویز پیش کر دی ہے۔ روس کو ایسے مشوروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ غلامی اور جہالت کی حکومت سے ذلیل نہ ہو۔

—— لندن کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ جیمز ورڈ سن جس کی قوت سامعہ پندرہ سال سے جواب دے چکی تھی۔ ڈارہم میں ایک پل پر سے گذر رہا تھا۔ کہ دوسری طرف سے موٹر آ گئی۔ اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی لیکن گر کر بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا۔ تو اس کی طاقت شنوائی عود کر آئی۔

—— ریگا۔ ۳ اکتوبر۔ استراخان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سوویٹ کی پولیس نے بطریق اعظم فلیپ اور دوسرے پادریوں کو اور متعدد کس گرجوں میں تحریک انقلاب کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔

—— لندن۔ ۵ اکتوبر۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" لاہور کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ پیرس کے ایک مشہور حجام کے لئے ایک مکان تعمیر ہو رہا ہے۔ جو سارے کا سارا شیشے کا ہوگا۔ اور اس کی تمام ضروری چیزیں بھی شیشے کی بنی ہوئی ہونگی۔ شیشہ رنگدار اور شفاف ہے۔ اور اس کے گرد مضبوط فولاد کے چوکھٹے لگے ہوئے ہیں۔ سونے کے کمرے کی دیواریں خاص موٹے شیشے کی ہیں۔ مالک کا بستر اس کی وفات کے بعد اور کسی استعمال کیا جائیگا۔

—— لندن۔ ۷ اکتوبر۔ "ڈیلی ٹیلیگراف" کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ ہندوستان کی آئینی اصلاحات کے سلسلے میں حکومت برطانیہ جو اہم اعلان کرنے والی ہے۔ اس کی عام شرائط اور امور تنقیح کے متعلق لارڈ اردن اور لیبر گورنمنٹ کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ یہ امر لارڈ اردن کی مرضی پر چھوڑا گیا ہے۔ کہ وہ حکومت کو کس وقت اور ساعت سے مطلع کریں۔ جو موجودہ اعلان کے لئے موزوں ہو۔ بہر حال یہ اعلان انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس سے پیشتر ہو جائیگا جو ماہ دسمبر لاہور میں ہونیوالا ہے

—— یروشلم۔ ۸ اکتوبر۔ مجلس عاملہ کی جماعت آسٹا میہ نے ایک خاص سفیر مصر بھیجا ہے۔ کہ وہ اس وفد تحقیقات کے سامنے جو ۲۲ اکتوبر کو یروشلم پہنچ رہا ہے۔ عربوں کی ترجمانی کے لئے کسی بہترین انگریز وکیل کی خدمات حاصل کر سکے۔

—— پیرس۔ ۷ اکتوبر۔ ہز ہائی نس سر آغا خان نے اخبارات کو اطلاع دی ہے۔ کہ وہ میڈموازل جوزفائن اینڈری کیرون سے جو اکس لیبن کے رہنے والی ہے۔ ۱۴ دسمبر کو شادی کر رہے ہیں

—— امریکہ کے ایک رسالہ نے یورپ کے مسلمانوں کی جو مردم شماری شائع کی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔ البانیہ ۔۔۔۔۔ بلغاریہ ۔۔۔۔ ۶۶۳۰۰۰ یونان ۔۔۔۔ ۵۰۰۰ ۔۔۔ یوگوسلاویہ ۔۔۔ رومانیہ ۔۔۔ روس ۔۔۔ ۱۰۵۱۰۰۰